R.N.I.No.APURD/2013/54302

حیدرآباد

ہفتہ روزہ

فلک نما نیوز

FALAKNUMA NEWS

Urdu Weekly
Hyderabad

Editor In Chief: MOHD ATHER RAHEEM

TUESDAY 07 JULY 2026 VOLUME:14 ISSUE :25 Rs.2.00 PAGES 4

منگل ۷؍جولائی ۲۰۲۶ء ۲۱؍محرم الحرام ۱۴۴۸ھ جلد (۱۴) شمارہ(۲۵) قیمت ایک روپیہ

بی آر ایس کو عوام نے مسترد کردیا، دوبارہ اقتدار کبھی پورا نہ ہونے والا خواب

ریاست کے عوام نے کے سی آر کو فارم ہاوز میں زنجیروں سے جکڑ دیا، ریونت ریڈی کا خطاب

حیدرآباد۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے فلمی انداز میں طنز کرتے ہوئے کہا کہ بی آر ایس کا دوبارہ اقتدار میں آنا محض ایک ادھورا خواب ہے۔ جس طرح ہٹ فلم 'ارونڈھتی' میں پشوپتی کے کردار کو زنجیروں سے جکڑ کر قید کردیا گیا تھا بالکل اسی طرح تلنگانہ کے 4 کروڑ عوام نے کے سی آر کے گھمنڈ و تکبر کو کچل کر انہیں فارم ہاوز میں زنجیروں سے جکڑ دیا ہے اور ان کی ماضی کی طاقت اب قصہ پارینہ بن چکی ہے۔ اپنے 20 سالہ سیاسی کیریئر کی تکمیل کے موقع پر ضلع ناگر کرنول کے مڈجی میں منعقدہ ایک بڑے عوامی جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے ان خیالات کا اظہار کیا۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے کہا کہ ریاست کے عوام نے کے سی آر کو قائد اپوزیشن کے عہدے سے نوازا ہے وہ اسمبلی پہونچکر عوامی مسائل پر بات کرنے کے بجائے فارم ہاوز میں آرام کرنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ چیف منسٹر نے ان کے تجربے پر سوال اٹھانے والے اپوزیشن جماعتوں کے قائدین کو انتہائی جذباتی انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا کہ بہت سے لوگ یہ کہہ کر میرا مذاق اڑاتے ہیں کہ مجھے حکومت چلانے کا تجربہ نہیں ہے۔ بڑے محلوں میں رہنے والے دولت مندوں کو شاید غریبوں کے مسائل کا علم نہیں ہے لیکن مجھ جیسے غریب اور عام پس منظر میں پلے بڑھے شخص کو عوام کی ہر تکلیف کا علم ہے۔ انہوں نے کہا کہ دولت مندوں کو مٹی کے کام اور تاڑی نکالنے کیلئے محبوب نگر کے مزدور چاہیئے جب وہی محبوب نگر کا بچہ حکومت چلانے نکلا تو انہیں بیکار نظر آرہا ہے۔ ریونت ریڈی نے عوام کو پکارتے ہوئے کہا کہ یہاں کے عوام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بی آر ایس کے اس جاگیردارانہ تکبر کو روکیں۔ انہوں نے کے سی آر کے ماضی کے رویے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ ہم اس شخص کو کیسے معاف کردیں جس نے اپنے غرور اور انا پرستی کی وجہ سے ایک غریب عوامی لیڈر غدر کو چلچلاتی دھوپ میں چار گھنٹے اپنے سرکاری رہائش گاہ کے سامنے کھڑے رہنے کے لیے مجبور کیا تھا۔ اس غلطی پر کے سی ار کو سیاسی پھانسی دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ چیف منسٹر نے 20 سال پہلے انہیں سیاسی زندگی دینے والے مڈجی کے عوام سے اظہار تشکر کیا۔ ان کے مقابلے میں زیڈ پی ٹی سی کا مقابلہ ہار جانے والے قائد ربانی کو حکومت میں سرکاری عہدہ دینے کا اعلان کیا۔ چیف منسٹر نے کے ٹی آر اور ہریش راؤ پر شدید برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ وہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ کانگریس کی عوامی حکومت چلی جائے اور ان کے گناہوں کا دور واپس آجائے؟ انہوں نے کہا کہ کانگریس حکومت نے خواتین کو آر ٹی سی بسوں میں مفت سفر کی سہولت فراہم کی ہے۔ 200 یونٹ تک مفت برقی، راشن کارڈس اور باریک سستے چاول دے رہی تو بی آر ایس کو اس پر کیوں اعتراض ہے۔ کانگریس حکومت کی کارکردگی پر وہ بی آر ایس کے ساتھ کسی بھی چوراہے پر کھلے عام مباحث کے لیے پوری طرح تیار ہیں۔۔

چیف سکریٹری سنجے جاجو نے اضلاع کلکٹرس کے ساتھ ویڈیو کانفرنس منعقد کی

زراعت، پینے کے پانی اور محکمہ تعلیم میں جاری سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ لیا

تلنگانہ کے نومنتخب چیف سکریٹری سنجے جاجو نے عہدہ سنبھالتے ہی ریاست کی انتظامیہ کو متحرک کردیا ہے۔ ہفتہ کو ریاست کے تمام اضلاع کلکٹرس اور اعلیٰ عہدیداروں کے ساتھ ایک اہم ویڈیو کانفرنس کا اہتمام کیا۔ ریاست میں جاری مانسون کے دوران بارش کی کمی کی صورتحال کی جائزہ لیا۔ چیف سکریٹری نے موجودہ صورتحال کو دیکھتے ہوئے تمام اضلاع کلکٹرس کو ہائی الرٹ پر رہنے کا حکم دیا تاکہ کسانوں اور عام عوام کو کسی بھی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ انہوں نے بالخصوص زراعت، پینے کے پانی اور محکمہ تعلیم کے شعبوں میں جاری سرگرمیوں کا تفصیلی جائزہ لیا۔ کسانوں کو معیاری کھاد اور بیج کی بروقت دستیابی کو ہر حال میں یقینی بنانے پر زور دیا اور ساتھ ہی پینے کے پانی و برقی کی بلا رکاوٹ فراہمی کیلئے احتیاطی اقدامات کرنے کا کلکٹرس کو حکم دیا۔ چیف سکریٹری سنجے جاجو نے کہا کہ بارش کے اس موسم میں ڈینگو، ملیریا اور دیگر موسمی بیماریوں کے پھیلنے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے جس پر قابو پانے کیلئے تمام بلدیاتی اور طبی ادارے، صفائی اور مچھروں کی روک تھام کیلئے فوری اقدامات کریں۔ اس کے علاوہ انہوں نے سرکاری اسکولس میں زیر تعلیم بچوں کیلئے مڈ ڈے میل اسکیم کے کچنس کی تعمیر کیلئے محفوظ اور مناسب جگہوں کی فوری نشاندہی کریں تاکہ اسکیم کو مزید بہتر اور صاف ستھرے انداز میں چلایا جاسکے۔

ملاوٹی اور غیر معیاری غذاؤں کے خلاف کارروائی میں تیزی پیدا کرنے عہدیداروں کو ہدایت

ڈرگ کنٹرول اور فوڈ سیفٹی محکمہ جات مشترکہ طور پر کام کریں، عوام کی صحت کا تحفظ کرنے چیف سکریٹری سنجے جاجو کی ہدایت

حیدرآباد۔ چیف سکریٹری سنجے جاجو نے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ ریاست بھر میں فوڈ سیفٹی قواعد پر سختی سے عمل کرتے ہوئے عوام کی صحت کا تحفظ کیا جائے۔ چیف سکریٹری نے غیر معیاری اور ملاوٹ شدہ غذائی اشیاء کی جانچ کے لئے اچانک معائنے اور دھاوے جاری رکھنے عہدیداروں کو ہدایت دی۔ سنجے جاجو نے فوڈ سیفٹی اقدامات پر سکریٹریٹ میں اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد کیا۔ انہوں نے کہا کہ ڈرگ کنٹرول اور فوڈ سیفٹی محکمہ جات کو باہمی اشتراک کے ساتھ کام کرتے ہوئے وقفہ وقفہ سے دھاوے کرنے چاہئے تاکہ ریاست بھر میں عوام کو ملاوٹی اور غیر معیاری غذاؤں سے محفوظ رکھا جائے۔ انہوں نے کہا کہ عوام کے لئے محفوظ اور معیاری غذائی اشیاء کی دستیابی محکمہ جات کی ذمہ داری ہے۔ چیف سکریٹری نے دونوں محکمہ جات کو باہمی اشتراک اور موثر کارکردگی کے لئے ایک پلیٹ فارم پر لانے کے لئے اندرون ایک ہفتہ تجاویز پیش کرنے کی عہدیداروں کو ہدایت دی۔ ان کا کہنا تھا کہ دونوں محکمہ جات کے یکجا ہونے کی صورت میں موثر انداز میں کارروائی کی جاسکتی ہے۔ انہوں نے عہدیداروں کو ہدایت دی کہ دیگر ریاستوں میں فوڈ سیفٹی اقدامات کا جائزہ لیتے ہوئے تلنگانہ میں عمل آوری منصوبہ کو قطعیت دی جائے۔ اجلاس میں ریاست میں تاحال درج کردہ مقدمات اور ان کی پیشرفت کا جائزہ لیا گیا۔ اجلاس میں چیف منسٹر کے مشیر کے رام کرشنا راؤ، ڈائرکٹر جنرل پولیس سی وی آنند، چیف منسٹر آفس کے پرنسپل سکریٹریز این سریدھر، شیشادری، پرنسپل سکریٹری جی اے ڈی احمد ندیم، ایڈیشنل ڈائرکٹر جنرل انٹلی جنس وجئے کمار، پرنسپل سکریٹری ہیلت اینڈ فیملی ویلفیر کرسٹینا چنگتو، کمشنر جی ایچ ایم سی آر وی کرنن، ہیلت کمشنر سنگیتا، ڈرگ کنٹرول جنرل اویناش موہنتی اور دیگر عہدیداروں نے شرکت کی۔

اویسی کے جی تا پی جی کیمپس کا آئندہ سماعت کے بعد فیصلہ

بااثر افراد کی جانب سے کئے جانے والے قبضوں کے نتیجہ میں ٹال مٹول سے کام لیا جارہا ہے: ہائی کورٹ کا ریمارک

حیدرا ?باد۔ تلنگانہ ہائی کورٹ ا ?ئندہ سماعت کے بعد فاطمہ اویسی کے جی تا پی جی کیمپس کے متعلق فیصلہ سنائے گی۔ جسٹس این وی شرون کمار نے مجلس بلدیہ عظیم تر حیدرا?باد کو اندرون ایک ہفتہ جوابی حلف نامہ داخل کرنے کی قطعی مہلت فراہم کی ہے۔ فاطمہ اویسی اسکول بندلہ گوڑہ کو محکمہ تعلیم نے کوئی الحاق یا منظوری نہیں دی ہے اور نہ ہی اسکول کے لئے کوئی اجازت نامہ جاری کیا گیا ہے۔ اویسی اسکول ا?ف ایکسلنس بندلہ گوڑہ کی تعمیرات اور تالاب پر کئے گئے قبضہ کے سلسلہ میں جاری تلنگانہ ہائی کورٹ کے مقدمہ میں سماعت کے دوران محکمہ تعلیم نے داخل کئے گئے جواب میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ اویسی اسکول ا?ف ایکسلنس کو کوئی اجازت مذکورہ عمارت یا پتہ پر جاری نہیں کی گئی ہے۔ تلنگانہ ہائی کورٹ نے ایک گھنٹہ سے زائد ہوئی سماعت کے دوران محکمہ تعلیم کی جانب سے داخل کئے گئے حلف نامہ پر حیرت کا اظہار کرتے ہوئے مجلس بلدیہ عظیم تر حیدرا?باد سے استفسار کیا کہ 'سلکم چیروو' تالاب پر تعمیراتی اجازت کس نے دی ہے جس پر جی ایچ ایم سی کے اسٹینڈنگ کونسل نے عدالت سے تفصیلات اور حلف نامہ کے ادخال کے لئے وقت طلب کیا۔ تلنگانہ ہائی کورٹ میں سماعت کے دوران محکمہ تعلیم کے سیکریٹری اسکول ایجوکیشن نے جو جواب داخل کیا ہے اس کے مطابق مذکورہ عمارت میں کوئی اسکول کی اجازت نہیں دی گئی ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ جونیئر کالج اور ڈگری کالج کے سلسلہ میں استفسار پر محکمہ کے اسٹینڈنگ کونسل نے بتایا کہ اس کا جواب ہائر ایجوکیشن کی جانب سے دیا جاسکتا ہے لیکن یہ بات واضح ہوچکی ہے کہ 'فاطمہ اویسی کے جی تا پی جی کیمپس' میں اسکول چلانے کے لئے کوئی اجازت نہیں دی گئی۔ مسٹر وجئے گوپال ایڈوکیٹ جو کہ 'سلکم چیروو' پر قبضہ اور کی گئی غیر جاز تعمیرات کے خلاف عدالت سے رجوع ہوتے ہوئے رٹ درخواست داخل کئے ہیں۔ اس مقدمہ کی گذشتہ سماعت کے دوران جسٹس این وی شرون کمار نے محکمہ مال' محکمہ تعلیم' محکمہ بلدی نظم ونسق' حیڈ را' کے علاوہ دیگر متعلقہ محکمہ جات کو 3 جولائی کی سماعت سے قبل جواب داخل کرنے کی ہدایت دی تھی لیکن محکمہ تعلیم کے علاوہ کسی اور محکمہ کی جانب سے جواب داخل نہیں کیا گیا۔ بتایا جاتا ہے کہ مباحث کے دوران درخواست گذار وکیل نے فاطمہ اویسی کے جی تا پی جی کیمپس کی عمارت میں اسکول کی اجازت نہ دیئے جانے کے حلف نامہ کی بنیاد پر عمارت کو فوری طور پر مہر بند کرنے کی اپیل کی جس پر عدالت نے جی ایچ ایم سی سے استفسار کیا کہ ا?یا اس عمارت کو تعمیری اجازت دی گئی تھی یا نہیں !جی ایچ ایم سی کے اسٹینڈنگ کونسل نے جواب داخل کرنے کے لئے مزید وقت طلب کیا جس پر عدالت نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اندرون ایک ہفتہ جواب داخل کیا جائے بصورت دیگر عدالت قطعی فیصلہ صادر کرے گی۔ تلنگانہ ہائی کورٹ نے 'سلکم چیروو' پر کی جانے والی تعمیرات کے مستقبل کے متعلق مقدمہ کی سماعت 9 جولائی کو مقرر کی ہے۔ مجلس بلدیہ عظیم تر حیدرا ?باد نے ریاست میں جاری SIR کے علاوہ مردم شماری کے عمل کو بنیاد بناتے ہوئے 4 ہفتہ تک کا وقت فراہم کرنے کی خواہش کی جسے عدالت نے مسترد کرتے ہوئے کہا کہ بااثر افراد کی جانب سے کئے جانے والے قبضہ جات کے نتیجہ میں ٹال مٹول سے کام لیا جا رہا ہے۔

دستور کو بدل کر منواد کی سازش مہیش کمار گوڑ کا الزام

حیدرآباد میں انڈین یوتھ کانگریس کے نیشنل لیگل کانکلیو سے خطاب

حیدرآباد۔ صدر تلنگانہ پردیش کانگریس کمیٹی وایم ایل سی مہیش کمار گوڑ نے مرکزی بی جے پی حکومت اور آر ایس ایس کو پالیسیوں پر سخت تنقید کرتے ہوئے کہا کہ دستور ہند جمہوریت کی روح ہے لیکن اس مقدس دستور کو تبدیل کرتے ہوئے ملک میں ''منواد آئین'' نافذ کرنے کی ایک بڑی غیر جمہوری سازش رچی جارہی ہے جس کو کانگریس کبھی کامیاب ہونے نہیں دے گی۔ انڈین یوتھ کانگریس کے زیر اہتمام حیدرآباد میں منعقدہ ''نیشنل لیگل کانکلیو 2026ء'' کے پروگرام سے خطاب کرتے ہوئے ان خیالات کا اظہار کیا۔ مہیش کمار گوڑ نے بی جے پی کے انتخابی نعروں پر سخت طنز کرتے ہوئے استفسار کیا۔ بی جے پی حکومت ملک میں ترقی کے نام پر نہیں بلکہ صرف بھگوان رام کے نام پر تیسری مرتبہ برسر اقتدار آئی ہے۔ میں بی جے پی کے قائدین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا بھگوان رام بی ج پی پارٹی کے رکن ہیں؟ کیا آپ میں ہمت ہے کہ آپ ترقی، روزگار اور مہنگائی پر عوام سے ووٹ مانگ پائیں گے۔ صدر تلنگانہ پردیش کانگریس کمیٹی نے کہا کہ مودی اور امیت شاہ کا تکبر آمیز انداز بی جے پی حکومت کے زوال کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ انہوں نے کہا کہ فرقہ پرست طاقتیں گاندھی اور نہرو کی عظیم وراثت کو ملک کی تاریخ سے مٹانے کی ناکام کوشش کررہی ہیں جبکہ پنڈت نہرو دنیا کے ایک عظیم ویژنری لیڈر تھے اور گاندھی خاندان ملک کیلئے دی گئی لازوال قربانیوں کا دوسرا نام ہے۔ انہوں نے SIR کے عمل کو حقیقی ووٹوں کو فہرست رائے دہندگان سے خارج کرنے منظم سازش قرار دیا۔ دستور کی حفاظت کیلئے راہول گاندھی کو وزیراعظم بنانے کیلئے کمربستہ ہوجانے کا یوتھ قائدین کو مشورہ دیا۔

PUBLIC NOTICE

Notice is hereby given that the owner of Flat No. 402, Lakeview Residency, BNK Colony, Bahadurpura, Hyderabad, already i have given advanced payment..intends to sell the above-mentioned property.

Any person(s), bank(s), financial institution(s), or any other authority having any claim, right, title, interest, lien, mortgage, charge, or objection whatsoever in respect of the said property are hereby requested to submit their claim in writing, along with supporting documentary evidence, to the undersigned within 5days(five) from the date of publication of this notice.

If no claim or objection is received within the stipulated period, it shall be presumed that no such claim exists, and the sale transaction shall be completed without any further reference.

Contact Person: Asad Bhai
Mobile: 9849007867

جامعہ نظامیہ کی 1510 ایکر موقوفہ اراضی کا تحفظ ضروری

رجسٹریشن اور منتقلی کے دستاویزات کی تنسیخ کے بعد ممنوعہ جائیدادوں کی فہرست میں شامل کروانے پر زور

حیدرا ?باد۔ حکومت تلنگانہ جامعہ نظامیہ وقف اراضی کے تحفظ کے لئے فوری اقدامات کرتے ہوئے جامعہ نظامیہ کے تحت موقوفہ 1510 ایکڑ اراضی پر ہونے والے رجسٹریشن اور منتقلی کے دستاویزات کی تنسیخ کو یقینی بناتے ہوئے اسے ممنوعہ جائیدادوں کی فہرست میں درج کروائے۔ سابق صدرنشین تلنگانہ وقف بورڈ جناب محمد مسیح اللہ خان' جناب خواجہ مجیب الدین سابق صدرنشین تلنگانہ اردو اکیڈیمی' جناب خواجہ بدرالدین کے علاوہ دیگر بی ا ?ر ایس قائدین نے صدرنشین تلنگانہ وقف بورڈ جناب سید عظمت اللہ حسینی سے ملاقات کرتے ہوئے یادداشت پیش کی اور ان سے اپیل کی کہ معاملہ کو غیر یقینی صورتحال کا شکار بنانے کے بجائے ریاستی حکومت کو اس سلسلہ میں متوجہ کرواتے ہوئے فوری طور پر سروے نمبر 83 میں موجود 1510 ایکڑ اراضی کو ممنوعہ جائیداد کی فہرست میں درج کروانے کے اقدامات کئے جائیں۔ سابق صدرنشین نے جناب سید عظمت اللہ حسینی سے ملاقات کے دوران انہیں بی ا ?ر ایس کے دور حکومت میں موقوفہ جائیدادوں کے تحفظ کے سلسلہ میں کئے گئے اقدامات کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ بی ا ?ر ایس دور حکومت میں موقوفہ جائیدادوں کی نشاندہی کرتے ہوئے انہیں 22A کے تحت ممنوعہ جائیداد قرار دیا گیا تھا۔ انہوں نے ملاقات کے دوران دی گئی یادداشت میں اسٹیٹ بینک کو جس طرح متبادل اراضی حوالہ کرنے کا فیصلہ کیا گیا اسی طرز پر وقف بورڈ کو بھی حکومت پر دباو؟ ڈالنے کا مشورہ دیا۔ جناب محمد مسیح اللہ خان نے صدرنشین وقف بورڈ سے ملاقات کے بعد ذرائع ابلاغ کے نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے چیف منسٹر اے ریونت ریڈی سے اپیل کی کہ جنوبی ہند کی عظیم درسگاہ جہاں سے حفاظ اکرام' علماء ؒ اور مفتیان اکرام فارغ ہوتے ہیں ان کے لئے وقف کی گئی اس اراضی کے تحفظ کو یقینی بنانے کے اقدامات کریں۔ انہوں نے کہا کہ اگر موجودہ حکومت اس انتہائی قیمتی موقوفہ اراضی کے تحفظ میں ناکام ہوتی ہے تو ایسی صورت میں بی ا ?ر ایس پارٹی اقلیتی قائدین تلنگانہ سیکریٹریٹ اور اسمبلی کے علاوہ حج ہاو ?ز کے گھیراو ? سے بھی گریز نہیں کریں گے اور جلد ہی بی ا ?ر ایس پارٹی اس اراضی کے قانونی پہلوو ?ں کا جائزہ لیتے ہوئے تلنگانہ ہائی کورٹ میں جاری مقدمہ میں درخواست داخل کرنے سے متعلق فیصلہ کرے گی۔ انہوں نے ریاستی حکومت پر الزام عائد کیا کہ ریاستی حکومت شاہی مسجد کی توسیع کے نام پر عوام کو گمراہ کرتے ہوئے شاہی مسجد کے تحت موجود اراضی حاصل کرنے کی کوشش کررہی ہے۔ سابق صدرنشین وقف بورڈ نے کہا کہ اسمبلی کی توسیع کیلئے شاہی مسجد کی اراضی کے حصول کی کوششوں کو برداشت نہیں کیا جائے گا اور کسی بھی صورت میں شاہی مسجد باغ عامہ کی اراضی حکومت کے حوالہ کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت شاہی مسجد کی اراضی حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے تو ایسی صورت میں نہ صرف احتجاج کیا جائے گا بلکہ عدالت سے رجوع ہوتے ہوئے قانونی چارہ جوئی سے بھی گریز نہیں کیا جائے گا۔

سابق گورنر بنڈارو دتاتریہ نے محرم جلوس میں شرکت کی

حیدرآباد۔ حیدرآباد کے روایتی اور تاریخی بی بی کا علم کے مرکزی جلوس کے موقع پر گنگا جمنی تہذیب کا شاندار نظارہ دیکھنے کو ملا۔ جلوس کے روایتی راستے کے دوران میر عالم منڈی کے قریب جی ہنمنت راؤ جئے ہو بھارتیم کے صدر کی جانب سے ایک خصوصی اسٹیج قائم کیا گیا تھا جہاں مختلف مذاہب اور سیاسی وسماجی حلقوں سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیات نے بی بی کے علم کا پرجوش استقبال کیا اور نذرانہ عقیدت پیش کیا۔ اس پروگرام میں سابق گورنر بنڈارو دتاتریہ نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی۔ انہوں نے بی بی کے علم کو ڈھٹی پیش کیا اور شہر میں امن وامان اور بھائی چارہ کیلئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ سابق گورنر کے علاوہ اس موقع پر اے بھاسکر وائس چیرمین منور کا پوسنگم کارپوریشن، این نگیش تلگو دیشم پارٹی حیدرآباد پارلیمنٹ کے کوآرڈینیٹر

اصحاب رسولؐ اسلامی تاریخ کا روشن باب ہیں

مسلمان ہونے کے لیے جن باتوں پر ایمان لانا لازمی ہے ان میں صحابہؓ کا ذکر نہیں ہے

عبدالغفار صدیقی

9897565066

جس شخص نے حالت ایمان میں اللہ کے رسولؐ سے ملاقات کی اور پھر اس کی وفات بھی حالت ایمان پر ہوئی ہو، اس کو صحابی کہتے ہیں، صحابی کی جمع صحابہ ہے۔ صحابی کے معنی ساتھی اور دوست کے ہیں۔ جو دین ہم تک پہنچا ہے، جس قرآن کی تلاوت ہم کرتے ہیں، یہ دین اور قرآن ہم تک صحابہؓ کے واسطے سے پہنچا ہے۔ انھوں نے نبی اکرم ﷺ سے قرآن کی آیات سنیں، دین کی باتیں سیکھیں اور نبی کو عمل کرتے ہوئے دیکھا۔ اگر وہ ان باتوں کو محفوظ نہ رکھتے اور آگے نہ پہنچاتے تو ہم تک یہ دین کیسے پہنچتا؟ دین کی اشاعت میں صحابہ کرامؓ کی بے مثال قربانیاں ہیں۔ انھوں نے جتنی اذیتیں اور تکالیف برداشت کیں ان کا اندازہ بھی ہم نہیں لگا سکتے۔ اسلام قبول کرنے کے جرم میں انھیں طرح طرح ستایا گیا، گھروں سے نکالا گیا، ان کو قتل کیا گیا، یہاں تک کہ ان سے جنگ کی گئی۔ ان سب کا ذکر خود قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

"اجازت دی گئی ہے ان لوگوں کو جن سے جنگ کی جارہی ہے، اس لیے کہ ان پر ظلم کیا گیا، اور اللہ ان کی مدد کرنے پر قادر ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا، صرف اس وجہ سے کہ وہ کہتے تھے: ہمارا رب اللہ ہے۔" (الحج 39:40-)

"یہ مال ان غریب مہاجرین کے لیے ہے، جنہیں ان کے گھروں اور اموال سے نکال دیا گیا، وہ اللہ کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی سچے لوگ ہیں۔" (الحشر:8)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام کی تعریف و توصیف فرمائی اور ان سے بڑے بڑے انعامات کے وعدے کیے اور ان کو گناہوں کی بخشش اور جنت کی بشارتیں بھی دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ "اور سب سے پہلے ایمان لانے والے مہاجر اور انصار اور وہ لوگ جو ان کے نقش قدم پر اچھے طریقے سے چلتے ہیں، اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے، اور اس نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کیے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے، یہی بڑی کامیابی ہے۔" (التوبہ 100)

بیعت رضوان میں شامل صحابہ اکرامؓ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا پروانہ عطا فرمایا:۔ "اللہ یقیناً مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے، تو اللہ نے ان کے دلوں کا حال جان لیا، پھر ان پر سکون اتارا اور انھیں قریب کی فتح عطا فرمائی۔" (الفتح 18)

مہاجرین اور انصار کے بارے میں باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ "جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنھوں نے ان کی مہمان نوازی اور مدد کی، یہی لوگ حقیقی مومن ہیں۔ ان کے لیے بخشش اور عزت والی روزی ہے۔" (الانفال:74)

انصار کے جذبہ ایثار کی تعریف اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمائی:۔ "اور وہ لوگ جو (انصار) پہلے ہی ایمان لا کر دارالہجرۃ میں مقیم تھے، وہ ان سے محبت کرتے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں، اور جو کچھ انھیں دیا گیا اس پر اپنے دل میں کوئی تنگی نہیں پاتے بلکہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود ضرورت مند ہوں۔" (سورۃ الحشر:9)

سورہ فتح میں اصحاب نبیؐ کی تعریف و توصیف کے ساتھ مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا:۔ "محمد اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں رحیم ہیں تم جب دیکھو گے انھیں رکوع و سجود، اور اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کی طلب میں مشغول پاؤ گے سجود کے اثرات ان کے چہروں پر موجود ہیں جن سے وہ الگ پہچانے جاتے ہیں۔" (سورۃ الفتح:29)

قرآن کے علاوہ احادیث میں بھی صحابہ کرامؓ کی تعریف کی گئی ہے۔ کچھ صحابہ کرامؓ کو آپؐ نے دنیا ہی میں جنت کی بشارت دی۔ جن کو ہم عشرہ مبشرہ کہتے ہیں۔ بعض اصحاب کو آپؐ نے القاب واعزازات سے بھی نوازا ہے۔ فضائل صحابہ اور مناقب اصحاب رسول کے ذیل میں قرآن مجید کی درج بالا آیات اور کتب حدیث میں درج اقوال ختم المرسلین کی موجودگی میں ایک مسلمان کا عقیدہ یہی بنتا ہے کہ صحابہ کرام نیک، سچے، عادل اور متقی تھے۔ لیکن جب وہ اسلام کی تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے تو حیران و ششدر رہ جاتا ہے۔ بعض ایسی باتیں سامنے آتی ہیں، جن سے غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں، اس صورت میں ایک مسلمان کے سامنے بڑی مشکل صورت حال ہوتی ہے۔ ایک طرف صحابہ کے بارے میں وہ **کلھم عدول** (تمام صحابہ عادل اور دیانت دار ہیں) کا عقیدہ رکھتا ہے۔ دوسری طرف وہ حضرت علیؓ اور اماں عائشہؓ کو میدان جنگ میں آمنے سامنے پاتا ہے۔ ایک طرف وہ حضرت امیر معاویہؓ کو شرف صحابیت کے عہدے پر سرفراز پاتا ہے تو دوسری طرف ان کے دور میں مسلمانوں کے خون سے زمین لالہ زار دیکھتا ہے۔ ایک طرف وہ اسلام کے لیے حضرت عثمان غنیؓ ذوالنورین کی عظیم ترین خدمات کا مطالعہ کرتا ہے تو دوسری طرف داماد رسولؐ کے مظلومانہ قتل کی داستان پڑھتا ہے۔ جب وہ دور اول کی تاریخ کے اوراق پلٹتا ہے تو اسے بعض صفحات پر مسلمانوں کے خون کے دھبے دکھائی دیتے ہیں، ایک صفحہ پر وہ اس زہر کے اثرات دیکھتا ہے جو حضرت حسنؓ کو دیا گیا تھا، پھر ایک صفحہ پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحب زادے، صحابی رسول حضرت محمد بن ابی بکرؓ کا جسد خاکی خون آلود دکھائی دیتا ہے، کہیں وہ وہ پڑھتا ہے کہ صحابی رسول حضرت امیر معاویہ کے صاحب زادے اور ان کے نامزد امیر مملکت یزید نے مدینہ کو اپنے فوجیوں پر تین دن تک حلال کر دیا تھا، وہ کربلا میں حسینؓ و آل حسینؓ کے تڑپتے ہوئے لاشے دیکھتا ہے، کہیں اسے تاریخ بتاتی ہے کہ وصال نبوی کے محض پچیس تیس سال بعد ہی مسلمانوں کے ہاتھوں ساٹھ سے ستر ہزار مسلمان شہید ہو گئے تھے (تاریخ طبری) تو وہ اپنا سر پیٹ کر رہ جاتا ہے، گریبان نوچنے لگتا ہے، دانتوں میں انگلیاں دبا لیتا ہے۔ وہ انھیں صحابہؓ کے بارے میں جن کے تقدس کے بارے میں قرآن مجید کی گواہیاں پڑھ چکا تھا، زبان رسول سے تعریفی و توصیفی کلمات سن چکا تھا، جب ان میں سے کچھ کو آپس میں دست بگریباں دیکھتا ہے، اپنوں کے خلاف تلوار نکالتے ہوئے دیکھتا ہے، سازشوں میں شریک پاتا ہے تو اسے اپنے ایمان کی نیا ڈولتی اور ڈوبتی نظر آتی ہے۔ اب یہ تو کسی طرح ممکن نہیں کہ وہ تاریخ کے ان اوراق کو بھول جائے، یا ان کو پڑھنے کے بعد حق و ناحق، صواب و خطا کا سوال نہ اٹھائے، جب وہ سوال کرتا ہے تو صاحبان جبہ و دستار احترام اکابر کی آڑ میں اس کو چپ رہنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اگر سوال کا دروازہ کھل گیا تو وہ خود بھی سوالات کے دائرے میں آجائیں گے۔ اس لیے سوال کرنے کو ہی توہین اکابر اور منافی ایمان قرار دے دیا جائے۔ ورنہ ان سے بھی جمعیتوں کی تقسیم، دارالعلوموں پر قبضوں کی داستان، انویسٹ منٹ گھوٹالوں، زکوٰۃ کرپشن، بابری مسجد کے انہدام، پرسنل لاء کے تحفظ میں ناکامی، پر سوال کیے جائیں گے، اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ اپنے اسلاف کو بھی تقدس کا لبادہ اڑھا کر مافوق الفطری مخلوق ثابت کریں، ان پر انگلی اٹھانے کو ایمان کے منافی اور خدا کے غضب کا موجب قرار دیں اور خود کو بھی اسی تقدس کے ہالہ میں چھپالیں۔

میں مانتا ہوں کہ صحابہ رسولؐ دنیا کا بہترین گروہ ہونے کے باوجود انسان ہی تھے۔ مگر وہ انبیاء کی طرح معصوم عن الخطا نہیں تھے۔ حالانکہ انسان تو انبیاء بھی ہیں لیکن قرآن نے ان کے متعلق کہا:۔ "**ما ینطق عن الھویٰ۔ الا وحی یوحی**" (النجم۔3اور4) "وہ اپنی مرضی اور خواہش سے کچھ نہیں بولتا، بلکہ وہی بولتا ہے جو خدا کی طرف سے وحی کی جاتی ہے"۔ اور ہمیں حکم دیا گیا:۔ **ما آتاکم الرسول فاخذوہ** "رسول جو تمہیں دے وہ لے لو" اور **وما نھاکم عنه فانتھوا** (الحشر۔7) جس سے روکے رک جاؤ۔ بلکہ یہ بھی تنبیہ کی گئی کہ رسول جس معاملہ میں فیصلہ کردے، اس معاملہ میں شک نہ کرو اور دل میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کرو (النساء:65) رسول کے علاوہ کسی اور شخص کے لیے ایسی کوئی گواہی، گارنٹی یا حکم قرآن نے نہیں دیا۔ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت کا کوئی گروہ صحابہ کو انبیاء کی طرح "معصوم عن الخطا" نہیں مانتا۔ نہ ہی صحابہ کرام رسول کی طرح ہمارے ایمان کا حصہ ہیں۔ ایمانیات کی فہرست میں ان کا نام شامل نہیں ہے۔ وہ ہماری روشن تاریخ کا سنہرا باب ہیں، جہاں کچھ افسوسناک حادثات کے نشانات بھی ہیں۔

"کلھم عدول" (تمام صحابہ عادل اور امانت دار تھے) کے باوجود ہمیں یہ بھی جان لینا چاہئے کہ تمام صحابہ یکساں معیار کے نہیں تھے، ان کے بھی درجے تھے، ان میں ایک طرف وہ لوگ تھے جن میں سے کچھ ہجرت سے قبل مکہ میں ایمان لائے، کچھ نے مجبور ہو کر حبشہ کی ہجرت کی، کسی کو آگ پر لٹایا گیا، کسی کے گلے رسیاں ڈال گھسیٹا گیا، کسی کا مال چھین لیا گیا، گھروں سے بے دخل کر دیا گیا، یہاں تک کہ شوہر، بیوی اور اولاد تک کو جدا کر دیا۔ پھر ہجرت کے بعد انصار مدینہ کی قربانیاں، اصحاب بدر واحد کا ایثار، اور دوسری طرف ان لوگوں کو دیکھیے جو مکہ فتح ہونے کے بعد اسلام لائے، بعض نے سرینڈر کیا، بعض کو "طلقاء" کہا گیا۔ یہ دونوں کیسے یکساں ہو سکتے ہیں، فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والوں میں کچھ لوگ اسلام کی قوت وطاقت کے زیر اثر ایمان لائے، ان میں سے بعض کے پاس ایمان قبول کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا اس لیے کہ تقریباً سارا عرب مسلمان ہو چکا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے بھی صحابہ کرام کو دو زمروں میں تقسیم کیا ہے۔ ملاحظہ ہو: "تم میں سے جو لوگ فتح کے بعد خرچ اور جہاد کریں گے وہ کبھی ان لوگوں کے برابر نہیں ہو سکتے جنھوں نے فتح سے پہلے خرچ اور جہاد کیا ہے اُن کا درجہ بعد میں خرچ اور جہاد کرنے والوں سے بڑھ کر ہے اگرچہ اللہ نے دونوں ہی سے اچھے وعدے فرمائے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے (الحدید۔10)۔ اس کا مطلب ہے کہ سابقون آخرون سے بہتر تھے۔ حدیث کی مستند کتاب بخاری جس میں کثرت سے مناقب صحابہ بیان ہوئے ہیں، مگر ایک یہ حدیث بھی درج ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد بعض اصحاب رسولؐ الٹے پاؤں واپس ہو گئے تھے، یعنی مرتد ہو گئے تھے، یا انھوں نے خلاف اسلام کام کیے تھے۔ آپؐ نے فرمایا "حوض (کوثر) پر میرے صحابہ کی ایک جماعت آئے گی۔ پھر انہیں اس سے دور کر دیا جائے گا۔ میں عرض کروں گا میرے رب! یہ تو میرے صحابہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ انہوں نے تمہارے بعد کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں، یہ الٹے پاؤں (اسلام سے) واپس لوٹ گئے تھے۔" (بخاری)

ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے بعد ہی مانعین زکوٰۃ کا ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا، یہ گروہ بھی صاحبان ایمان و اسلام ہی پر مشتمل تھا۔ جھوٹے مدعیان رسالت بھی میدان میں آگئے تھے اور ان کے ساتھ بھی لوگوں کی قابل ذکر تعداد ہو گئی تھی جن سے باقاعدہ جنگ کرنا پڑی تھی۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں گروہوں میں مسیلمہ سمیت بعض وہ لوگ بھی شامل تھے جنھوں نے حالت ایمان میں رسول کو دیکھا تھا۔ شاید ایسے ہی لوگوں کا ذکر مذکورہ حدیث میں کیا گیا ہے۔ بخاری و مسلم میں دور رسالت کے چند واقعات ایسے بھی درج ہیں جن میں حدود شرعی کے نفاذ کا ذکر کیا گیا ہے مثلاً حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ اور غامدیہ خاتون رضی اللہ عنہا نے زنا کا اقرار کیا تو آپ ﷺ نے تمام شرائط پوری ہونے کے بعد ان پر حد جاری فرمائی۔ اسی طرح شراب نوشی کے جرم میں ایک صحابی پر حد نافذ کی، لیکن جب بعض لوگوں نے اس پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اس پر لعنت نہ کرو، کیونکہ اللہ کی قسم! وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے۔" اسی طرح قبیلہ بنو مخزوم کی ایک عورت کے چوری کرنے پر جب سفارش کی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! اگر محمد کی بیٹی فاطمہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔"

صحابہ کرامؓ کے تعلق سے ان باتوں کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم غلو سے پرہیز کریں۔ انہیں انبیاء کی طرح معصوم عن الخطا نہ مانیں، کیونکہ یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ انہیں انسان ہی سمجھیں، البتہ ان کا احترام کریں، ان کا نام ادب سے لیں اور ان کے ساتھ رضی اللہ عنہ کہیں۔ اسی طرح اگر کوئی عالم دین کتب حدیث اور معتبر کتب تاریخ کی روشنی میں تاریخی واقعات یا اجتہادی اختلافات بیان کرتا ہے تو اس پر چیں بجبیں نہ ہوں اور نہ اس پر ضلالت و گمراہی کے فتوے لگائیں۔ ناقدین کو بھی تنقیص اور تنقید کے فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اصحاب رسول ﷺ پر سب و شتم کرے یا ان کی تنقیص کرے، کیونکہ ادب اور انصاف کے خلاف ہے۔ لیکن یہ حق بھی کسی کو نہیں پہنچتا کہ وہ صحابہ کرامؓ سے متعلق تاریخی واقعات یا ان کے اجتہادی فیصلوں کے علمی اور منصفانہ مطالعے پر قدغن لگائے۔ احترام اور تحقیق ایک دوسرے کی ضد نہیں، بلکہ دونوں کا جمع ہونا ہی اہل سنت کا معتدل اور منصفانہ منہج ہے۔

کیا ہم سچ میں حسینی ہیں؟

جاوید اختر بھارتی

سب سے پہلے آغاز اپنے نظریے سے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کی جوتیاں راقم الحروف کے سر کا تاج ہیں امام عالی مقام کے قدموں کی دھول راقم الحروف کی آنکھوں کا سرمہ ہے لعنت ہو ان بدبختوں پر جنھوں نے باغ گل زہرہ کے پھول کو شہید کیا فرزند بتول پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے رسول کائنات کے نواسے کی گردن پر تلوار چلائی،، آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسین منی وانا من الحسین حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں مطلب یہ ہوا کہ حسین سے جس نے محبت کی اس نے نبی سے محبت کی جس نے نبی سے محبت کی اس نے حسین سے محبت کی امام علی مقام کے رتبے کا کیا کہنا کہ ممبر رسول پر اپنے نانا کے ساتھ بیٹھے کائنات کے ذرے ذرے کا نبی جب سجدے میں جائیں تو امام علی مقام پشت پر سوار ہو جائیں تو محبت پیار شفقت کا یہ عالم کہ نبی سید الکونین اپنے سجدے کو طول دے دیں اس سے امام حسین کے مقام و مرتبے کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور ساتھ ہی یہ یقین کیا جاسکتا ہے کہ امام حسین سے بغض رکھنا دنیا و آخرت کے لیے ذلت و رسوائی اور تباہی کا ذریعہ ہے،، ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سچی محبت رکھے۔

محبت کی دلیل: زندگی کے بہت سے موقع پر ثبوت مانگا جاتا ہے اور وہ ثبوت اسی شعبے میں پیش کرنا ہوتا ہے جس شعبے سے وہ موقع مناسبت رکھتا ہو یعنی محبت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جو جس سے محبت کرتا ہے وہ اس کی ادا کو پسند کرتا ہے، اس کا تذکرہ خوب کرتا ہے اور اپنے محبوب کی ادا کو اپنانے کی پوری پوری کوشش کرتا ہے اور یہ چیز دنیا میں ہمیں دکھائی بھی دیتی ہے پھر ایک دوست اپنے دوسرے دوست کے من مطابق کپڑے سلواتا ہے اور اس کی ہر بات پر لبیک کہتا ہے تو جب دین کی بات آتی ہے یا پیغمبر آخر الزماں کی بات آتی ہے اور اہل بیت اطہار کی بات آتی ہے اور ان سے محبت کا سوال آتا ہے تو ہم ان کی اداؤں پر عمل کیوں نہیں کرتے ان کے پیغامات پر عمل کیوں نہیں کرتے ان کی سیرت کو ہم اپنی زندگی میں کیوں نہیں لاتے؟ جہاں دنیاوی محبت کی بات آتی ہے تو ہم دن اور رات ایک کر دیتے ہیں اور جہاں رب کے قرآن اور نبی کے فرمان سے محبت کی بات آتی ہے تو ہم زبانی جمع خرچی سے کام چلاتے ہیں روایات اختلافات اور بے جا ناقص خرافاتی رسم ورواج کا شکار کیوں ہو جاتے ہیں وہاں ہمیں محبت کا اصل معیار اور اصل پیمانہ کیوں یاد نہیں اتا؟

فجر کی نماز کا وقت ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم مصلے پر ہیں امامت فرما رہے ہیں ابھی ایک رکعت ہوئی ہے ابولولو فیروز بدبخت نیزہ مارا پیٹ پھٹ گیا امیر المومنین بے ہوش ہو گئے جب ہوش آیا تو نماز کے بارے میں پوچھا جب معلوم ہوا کہ ابھی ایک رکعت باقی تھی تو امیر المومنین نے نماز ادا کی یعنی زخمی حالت میں بھی فاروق اعظم نے اعلان کیا کہ نماز میرے آقا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چالیس دن تک دشمنوں کے محاصرے میں رہ کر اعلان کیا کہ نماز میرے آقا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نو صاحبزادوں نے کربلا میں شہادت دے کر اعلان کیا کہ نماز حسنین کریمین کے نانا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے،، تمام شہدائے کربلا کا ایک اعلان کہ نماز دین کا ستون ہے، نماز مومن کی معراج ہے اور نماز کبھی کسی حال میں بھی معاف نہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مجلسوں میں یہ کہا جاتا ہے کہ سیدنا امام حسین نے سر کٹا کر نماز بچائی یعنی ایک طرف ہمیں حضرت امام حسین کی عظمت کا اعتراف ہے پھر بھی ہم ان کے مشن اور ان کے پیغام پر عمل سے کوسوں دور ہیں،، یقیناً امام عالی مقام کے نام سے سبیلوں کا اہتمام اچھی بات ہے لیکن سبیلوں کے اہتمام میں نماز چھوٹ جائے تو ایسی سبیل سے کوئی فائدہ نہیں، یقیناً امام عالی مقام کے نام کی مجلس کا اہتمام اچھی بات ہے لیکن اس مجلس کے انتظام میں نماز چھوٹ جائے تو ایسی مجلس کا کوئی فائدہ نہیں،، یقیناً جلسہ سیرۃ النبی و میلاد النبی کا اہتمام اچھی بات ہے لیکن اس کے انتظام میں، اسٹیج کی سجاوٹ میں، ٹینٹ و شامیانہ لگانے میں نماز چھوٹ جائے تو ایسے جلسوں اور جلوسوں اور اسٹیج کا کوئی فائدہ نہیں۔ حضرت امام حسینؓ نے کربلا کے میدان میں ظلم، جبر، بھوک، پیاس، شہادت عزیزان اور ہر قسم کی آزمائش کے باوجود اللہ تعالیٰ کی عبادت کو ترک نہیں کیا۔ جب نماز کا وقت آیا تو تلواروں اور تیروں کی بارش میں بھی نماز قائم کی گئی، کیونکہ ان کے نزدیک اللہ کی رضا ہر چیز سے بڑھ کر تھی۔

آج ہم خود کو امام حسینؓ کا ماننے والا کہتے ہیں، ان سے محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، ان کے غم میں مجالس اور جلوسوں میں شریک بھی ہوتے ہیں، لیکن اگر انہی دنوں میں ہماری اپنی نمازیں قضا ہو جائیں، فجر سو کر گزر جائے، ظہر وعصر کاروبار میں رہ جائیں، مغرب و عشاء غفلت کی نذر ہو جائیں، تو ہمیں اپنے دل سے یہ سوال ضرور کرنا چاہیے کہ کیا ہماری محبت صرف دعووں تک محدود ہے؟ امام حسینؓ نے اپنی جان، اپنے اہل بیتؓ اور اپنے ساتھیوں کی قربانی دے کر یہ پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دین پر ثابت قدم رہنا ہی کامیابی ہے۔ اگر ہم واقعی حسینی ہیں تو ہماری پہچان بھی سچائی، تقویٰ، عدل، صبر، حسن اخلاق اور سب سے بڑھ کر نماز کی پابندی ہونی چاہیے۔

محرم کا اصل پیغام یہ نہیں کہ صرف آنسو بہائے جائیں، بلکہ یہ ہے کہ اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے مطابق ڈھالا جائے۔ جو شخص امام حسینؓ سے محبت کرتا ہے، وہ ان کے کردار، ان کی قربانی اور ان کی عبادت سے بھی محبت کرے۔ آیئے عہد کریں کہ اس محرم کے مہینے میں ہم صرف امام حسینؓ کو صرف نمائشی طور پر یاد نہیں کریں گے بلکہ ان کے پیغام پر عمل بھی کریں گے۔ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے، گناہوں سے بچیں گے، حق کا ساتھ دیں گے اور اپنی زندگی کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی تعلیمات کے مطابق گزارنے کی کوشش کریں گے۔ یہی امام حسینؓ سے سچی محبت اور حقیقی خراج عقیدت ہے۔ ملک عرب کے تپتے ہوئے صحرا و جنگل، میدان و بیابان میں بھوک و پیاس سے نڈھال ہو کر، ظلم وستم کے پہاڑ سہہ کر نماز قضا نہیں کی کیوں؟ اس لئے کہ نماز میرے آقا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور امام حسین میرے آقا کے نواسے ہیں،، یعنی نواسے نے ظلم و جبر کے میدان میں بھی اعلان کر دیا کہ او میرے نانا کا کلمہ پڑھنے والوں یاد رکھنا نماز میرے نانا کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

افسوس صد افسوس آج کے دور میں اکثریت میں دیکھا جاتا ہے کہ علماء، خطباء، شعراء وغیرہ ہر چیز کو تجارت کا رنگ دینے میں پیچھے نہیں ہیں،، امام عالی مقام نے کربلا کی سرزمین پر مصائب کو برداشت کیا اور صبر کا دامن تھامے رکھا اور آج کا خطیب اسی مصائب کو بیان کرنے کا منہ مانگی قیمت وصول کرنے میں لگا رہتا ہے اور اپنی تقریر جمانے کے لئے ابومخنف لوط بن یحییٰ کی غیر معتبر و غیر مستند تحریر و روایات کا سہارا لیتا ہے اور ایسی ایسی فرضی و من گھڑت روایات بیان کرتا ہے کہ خود امام عالی مقام کی توہین تک کر بیٹھتا ہے اور ایسے خطیبوں کے رویے سے یہی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا مقصد صرف رونا رلانا ہوتا ہے یقیناً ایسے خطباء بھی لعنت کے ہی مستحق ہیں،، ان میں بعض خطباء ایسے ہیں کہ وہ اپنی چرب زبانی کے آگے ادب لحاظ کو بھی بالائے طاق رکھ دیتے ہیں امام عالی مقام کی شان میں پچپن سال کا بوڑھا کہنا کیا یہ ادب کے خلاف نہیں ہے،، بالکل ادب کے خلاف ہے،، چرب زبانی کا حال تو یہ ہے کہ ایک خطیب نے جذباتی انداز میں بولتے ہوئے کہتا ہے کہ امام عالی مقام کا گھوڑا پوری رات دھوپ میں کھڑا رہا،، یہ حال ہے آج کے دور کے بعض خطباء و مقررین کا انہیں پتہ ہی نہیں چلتا کہ ہماری بات دلائل پر مبنی ہے یا ہوائی ریو مر ہے۔

ایک اور انتہائی اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں میں ایسا طبقہ بھی ہے جو یزید کو لعن وطعن کرتا ہے، ایک ایسا طبقہ بھی ہے جو سکوت اختیار کرتا ہے یہ دونوں نظریہ تو سمجھ میں آتا ہے لیکن آج کچھ لوگ یزید کو امیر المومنین بھی کہنے لگے یہ بات تو سمجھ میں نہیں آتی آخر کس بنیاد پر امیر المومنین کہا جاسکتا ہے جبکہ امیر المومنین تو حضرت امیر معاویہ کو بھی نہیں کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے خلافت کو ملوکیت (بادشاہت) میں تبدیل کیا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سچی محبت کرنے اور ان کی تعلیمات پر عمل کرنے اور نماز کی پابندی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

الفاظ بے جان نہیں ہوتے

عبدالعظیم رحمانی

9224599910

"الفاظ بے جان نہیں ہوتے۔ وہ انسان کے باطن کی ترجمانی کرتے ہیں، کردار کی خوشبو بھی بن جاتے ہیں اور شخصیت کا آئینہ بھی۔ کبھی دلوں پر ایسی تاثیر چھوڑتے ہیں کہ سوچ کا زاویہ بدل جاتا ہے، کبھی تعمیر کا سامان بن کر بکھرے ہوئے حوصلوں کو سمیٹ لیتے ہیں۔ کبھی تقدیر کا رخ موڑنے والی دعا ثابت ہوتے ہیں اور کبھی بہتر تدبیر کی راہ دکھاتے ہیں۔ کہیں زخموں پر مرہم رکھ دیتے ہیں، کہیں بے احتیاطی سے ادا ہوں تو عمر بھر کے زخم دے جاتے ہیں۔ کبھی محبت کا پل بن کر اجنبیوں کو اپنا بنا لیتے ہیں، کبھی نفرت کی دیوار کھڑی کر کے اپنوں کو بھی دور کر دیتے ہیں۔ انہی سے رشتوں میں اعتماد جنم لیتا ہے، انہی سے دلوں میں امید جاگتی ہے، انہی سے حوصلے پروان چڑھتے ہیں اور انہی سے معاشروں کی فکری و اخلاقی تعمیر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ الفاظ صرف ادا نہیں کیے جاتے، بلکہ جیتے جاتے ہیں؛ وہ انسان کے کردار، اس کی تہذیب اور اس کی پوری زندگی کی سمت متعین کرتے ہیں*۔" کبھی سوچا ہے کہ ہماری زندگی کے سب سے گہرے زخم تلواروں نے نہیں، بلکہ الفاظ نے دیے ہوتے ہیں؟ اور زندگی کے سب سے قیمتی تحفے بھی اکثر کسی کے خلوص بھرے چند جملے ہی ہوتے ہیں۔ "انسان کے پاس بہت سے وسائل ہیں، مگر ان میں سب سے زیادہ طاقتور اس کی زبان ہے۔ لفظ دکھائی نہیں دیتے، ان کا کوئی وزن نہیں ہوتا، انہیں ہاتھ سے چھوا نہیں جاسکتا، لیکن ان کا اثر پتھر سے زیادہ سخت اور بارش سے زیادہ نرم ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے حسن گفتگو کی تعلیم دی اور انسان کو یاد دلایا کہ لوگوں سے بھلی بات کہو۔ رسول اکرم ﷺ نے بھی یہی رہنمائی فرمائی کہ جو خیر کی بات کہہ سکتا ہے وہ کہے، ورنہ خاموش رہے۔ اس لیے کہ زبان صرف آواز نہیں، امانت بھی ہے۔

کبھی اپنے ماضی کے دریچے کھولیے۔ کیا آج بھی کسی استاد کی ایک حوصلہ افزا بات آپ کو یاد نہیں؟ کیا والدین کی کوئی دعا آج بھی آپ کے دل میں روشنی نہیں بکھیرتی؟ کیا کسی دوست کا دیا ہوا دلاسہ مشکل وقت میں سہارا نہیں بنتا؟ اور کیا کسی عزیز کا ایک تلخ جملہ برسوں بعد بھی دل میں چبھن پیدا نہیں کرتا؟ اگر ایسا ہے تو پھر مان لیجیے کہ الفاظ بے جان نہیں ہوتے؛ وہ یادوں میں سانس لیتے ہیں، دلوں میں بستے ہیں اور شخصیت کا حصہ بن جاتے ہیں۔ نفسیات ہمیں بتاتی ہے کہ انسان اپنی ذات کے بارے میں جو تصور قائم کرتا ہے، اس میں دوسروں کے الفاظ بھی شامل ہوتے ہیں۔ ایک بچے کو بار بار "تم قابل ہو" کہا جائے تو اس کے اندر اعتماد پروان چڑھتا ہے، اور اگر اسے مسلسل حقیر سمجھا جائے تو اس کی صلاحیتیں مرجھانے لگتی ہیں۔ اس لیے گفتگو صرف خیالات کا تبادلہ نہیں، بلکہ شخصیت سازی کا عمل بھی ہے۔ سوچیے! ایک مسکراہٹ کے ساتھ ادا کیا گیا جملہ اجنبی کو اپنا بنا دیتا ہے۔ ایک مخلصانہ معافی دلوں کا بوجھ ہلکا کر دیتی ہے۔ ایک دعا مایوس انسان کو جینے کا حوصلہ دیتی ہے۔ ایک "میں تمہارے ساتھ ہوں" شکست خوردہ شخص کو پھر سے کھڑا کر دیتا ہے۔ محبت سے ادا کیے گئے الفاظ دلوں کو مائل کرتے ہیں، حکمت سے کہی گئی بات عقل کو قائل کرتی ہے، حسن اخلاق لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرتا ہے، خیر خواہی اعتماد حاصل کرتی ہے، اخلاص بچھڑے ہوئے دلوں کو واصل کرتا ہے اور مسلسل خوش گفتاری انسان کے کردار کو کامل بنانے میں اپنا حصہ ڈالتی ہے۔

مگر زبان کا دوسرا رخ بھی ہے۔ غرور، حسد، غصہ اور تحقیر جب لفظوں کا لباس پہن لیتے ہیں تو وہی گفتگو دلوں کو گھائل کر دیتی ہے، اعتماد کے درمیان دیوار حائل ہو جاتی ہے، محبت کے چراغ بجھنے لگتے ہیں اور کبھی یہی الفاظ برسوں پرانے تعلقات کے قاتل بھی ثابت ہوتے ہیں۔ جسم پر لگنے والے زخم وقت کے ساتھ بھر جاتے ہیں، مگر عزت نفس پر لگنے والی چوٹ اکثر برسوں تک ساتھ چلتی ہے۔ آج کے دور میں زبان صرف ہونٹوں تک محدود نہیں رہی۔ اب موبائل کی اسکرین پر لکھی ہوئی سطریں بھی ہماری زبان ہیں۔ ایک مختصر تبصرہ کسی نوجوان کا حوصلہ بڑھا سکتا ہے اور ایک طنزیہ جملہ اس کی خود اعتمادی مجروح کر سکتا ہے۔ اس لیے لکھنے والا بھی اتنا ہی ذمہ دار ہے جتنا بولنے والا۔

ہر انسان کو چند لمحے اپنے آپ سے سوال کرنے چاہئے۔

- کیا میری گفتگو لوگوں کو سکون دیتی ہے یا بے چینی؟
- کیا میرے الفاظ امید پیدا کرتے ہیں یا مایوسی؟
- کیا میں اختلاف کو تہذیب کے ساتھ بیان کرتا ہوں؟
- کیا میری زبان گھر کے ماحول کو خوشگوار بناتی ہے؟
- کیا میرے بچے مجھ سے شائستہ گفتگو سیکھ رہے ہیں؟
- کیا میری تحریریں دل جوڑتی ہیں یا دل توڑتی ہیں؟
- کیا میں غصے میں وہ کچھ کہہ دیتا ہوں جس پر بعد میں ندامت ہوتی ہے؟
- کیا میں تعریف میں بخل اور تنقید میں فراخی سے کام لیتا ہوں؟
- کیا میری زبان معافی مانگنا جانتی ہے؟

اور اگر آج میرے الفاظ کا حساب لیا جائے تو کیا وہ میرے حق میں گواہی دیں گے؟

حقیقت یہ ہے کہ انسان کی تہذیب اس کے لباس سے نہیں، اس کے لب ولہجے سے پہچانی جاتی ہے۔ خوش گفتاری علم کی زینت بھی ہے اور کردار کی پہچان بھی۔ "اچھے الفاظ کسی خزانے سے کم نہیں؛ یہ دعا بھی ہیں، صبر بھی، دلاسہ بھی، امید بھی، حوصلہ بھی، محبت بھی، سمجھداری بھی اور دلوں کو جوڑنے والا مضبوط رشتہ بھی۔"

اس لیے بولنے سے پہلے صرف یہ نہ سوچیے کہ "میں کیا کہنا چاہتا ہوں؟" بلکہ یہ بھی سوچیے کہ "میرے الفاظ سننے والے کے دل میں کیا چھوڑ جائیں گے؟" کیونکہ انسان کے جانے کے بعد اس کی آواز خاموش ہو جاتی ہے، مگر اس کے الفاظ زندہ رہتے ہیں۔ وہ کسی کی دعا بن کر بھی زندہ رہ سکتے ہیں اور کسی کی آہ بن کر بھی۔

عہد کریں کہ ؛؛ ہماری زبان خیر کا سرچشمہ بنے گی۔ ؛؛ ہمارے الفاظ دلوں کو قائل کریں گے، خیر کی طرف مائل کریں گے، لوگوں کو ایک دوسرے میں شامل کریں گے، بھلائی حاصل کریں گے، بچھڑے دلوں کو واصل کریں گے اور ہماری اپنی شخصیت کو کامل بنانے کا ذریعہ بنیں گے۔ ہم ایسے لفظوں سے اجتناب کریں گے۔ ؛؛ جو دلوں کو گھائل کریں، رشتوں کے درمیان حائل ہوں یا کسی کی امید، عزت اور محبت کے قاتل ثابت ہوں۔ "یاد رکھیے! الفاظ بے جان نہیں ہوتے؛ وہ یا تو دلوں میں زندگی بوتے ہیں، یا پھر خاموش قبریں تعمیر کر دیتے ہیں۔ انتخاب ہمارے ہاتھ میں ہے۔"

معاصر معاشروں میں اہل اسلام کی سیاسی شراکت کے معنیٰ؟

زاویہ ابو عبداللہ احمد

اس مشینی دور میں سیاسی شراکت کے سوال نے اہمیت اختیار کر لی ہے خاص کر جمہوری معاشروں میں اکثر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام ایسے نظام میں شرکت کو لیکر کیا پیغام دیتا ہے حالانکہ آج اس اہمیت کے تناظر میں سیاسی فکر کو دینی و اخلاقی ذمہ داری قرار دی جارہی ہے ویسے بھی جمہوریت میں وہ ووٹنگ مشاورت اور پرامن مشغولیت کو مکمل طور پر مسترد کرنا بنیادی اسلامی اقدار کے منافی ہے، اسلام اہل ایمان سے عمل میں اعتدال کا تقاضا کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ محبت اور نفرت تک میں اعتدال رکھو اور قرآن کے مطابق نبیوں کی بعثت اور ان پر کتابوں کے نزول کا مقصد معاشرے میں اختلاف کو دور کرنا اور جھگڑے کو نپٹانا ہے تاکہ دنیا کے نظام اور انسانوں کا سکون درہم برہم نہ ہو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ اپنے چہیتے سے محبت اعتدال کے ساتھ کرو ممکن ہے کہ وہ ایک دن تمہارا ناپسندیدہ بن جائے اور جس سے تم بغض رکھتے ہو اسے بھی اعتدال کے ساتھ نفرت کرو ممکن ہے کہ وہ ایک دن تمہارا پسندیدہ بن جائے، اسلام کسی بھی صورت میں ناانصافی کی سیاسی توثیق نہیں کرتا لہٰذا تنقیدی مشغولیت درست ہے لیکن مکمل علاحدگی نہ تو عقل سے منطق ہے نہ اخلاقی اسلامی فریم ورک اسکی اجازت دیتا ہے، نیز اسلام اہل ایمان کو معاشرے میں فعال شراکت دور تصور کرتا ہے الگ تھلگ نہیں قوم کا تصور سماجی بہبود کی مشترکہ ذمہ داری کو ظاہر کرتا ہے خواہ وہ سروس یا عوامی قیادت کے ذریعہ ہو، جمہوری سیاق وسباق میں ووٹنگ ان براہ راست طریقوں میں سے ایک ہے جس سے افراد حکمرانی پر اثر انداز ہو سکیں۔

سیرتِ محمدیؐ اور سماجی انقلاب

قرآن کے معجزے سے انسانی تمدّن کی تشکیلِ نو

سید واصف اقبال گیلانی

انسان اپنی فطرت میں ایک سماجی مخلوق ہے جسے تنہائی میں زندہ رہنا ممکن نہیں۔ قرآن کریم نے اس حقیقت کو واضح کیا کہ تمام انسانوں کو ایک ہی جوڑے سے پیدا کیا گیا اور پھر انہیں قبائل اور قوموں میں تقسیم کیا گیا تاکہ وہ ایک دوسرے کو پہچان سکیں (الحجرات:13)۔

یہ تقسیم کسی تفاخر یا تعصب کے لیے نہیں بلکہ باہمی تعارف، تعاون اور اجتماعی زندگی کی تشکیل کے لیے ہے۔ یہی وہ نظام ہے جسے معاشرہ کہتے ہیں جہاں افراد مل کر ایک مشترک تمدن، اخلاق اور طرزِ فکر کی بنیاد رکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ میں فرمایا کہ ابتدا میں تمام انسان ایک ہی امت تھے، پھر ان میں اختلاف پیدا ہوا اور اللہ نے انبیاء کو بشارت دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا (البقرۃ: 213)۔ یہ آیت واضح کرتی ہے کہ معاشرے کا وجود اللہ کی حکمت سے ہے اور جب انسان اپنی خواہشات کے تابع ہو جاتا ہے تو فساد جنم لیتا ہے۔ اسی لیے انبیاء کی بعثت ہوئی تاکہ معاشرے کو صراطِ مستقیم پر قائم رکھا جائے۔

سورۃ العصر میں اللہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ بے شک انسان خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، نیک اعمال کیے، اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی تلقین کی (العصر: 1-3)۔ یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ حق اور صبر کی تلقین تنہا نہیں ہو سکتی، یہ صرف معاشرے میں رہ کر ہی ممکن ہے۔ گویا قرآن کے نزدیک فردِ واحد کی نجات بھی اجتماعی شعور اور سماجی ذمہ داری سے جڑی ہوئی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومنوں کی مثال آپس کی شفقت اور ہمدردی میں ایک جسم کی سی ہے؛ جب اس کا ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے (صحیح بخاری)۔ یہ حدیث معاشرے کے اجتماعی شعور کی گہری تفسیر ہے جہاں ہر فرد دوسرے کے دکھ سکھ کا شریک ہوتا ہے۔

یہی وہ بنیاد ہے جس پر نبی کریم ﷺ نے ایک منتشر اور جاہل معاشرے کو متحد، بامقصد اور عالمی سطح پر موثر امت میں تبدیل کیا۔ اسلامی نقطۂ نظر سے 'معاشرہ' کی تعریف قرآن وسنت کی روشنی میں یہ ہے کہ معاشرہ ایک ایسی اجتماعی اکائی ہے جس کا وجود اللہ تعالیٰ کے دینی قانون (شریعت) کے تحت ہوتا ہے اور اس کا مقصد امن، اتحاد، اور ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی میں زندگی گزارنا ہے۔

قرآن کریم میں معاشرے کو 'امت' کہا گیا ہے جو ایک ایسی جماعت ہے جس کے ارکان اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، آخرت پر یقین رکھتے ہیں، نیک کاموں میں مشغول ہوتے ہیں اور برائی سے بچتے ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ الحجرات آیت 10 میں فرمایا گیا ہے کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں اور ایک دوسرے کے درمیان صلح کرائی جائے۔

یہ واضح کرتا ہے کہ اسلامی معاشرے کی بنیاد اتحاد، بھائی چارہ، اور باہمی احترام پر ہے۔ اس معاشرے میں نسلی، فرقہ وارانہ یا معاشی فرق کو کوئی جگہ نہیں ہے۔ تمام لوگ اللہ کی نظر میں برابر ہیں اور صرف تقویٰ ہی کسی کو دوسرے پر برتری دیتا ہے۔

سنت نبوی میں بھی معاشرے کی تعریف واضح ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومنوں کی مثال ایک جسم کی ہے: جب اس کا ایک عضو تکلیف میں ہو تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث معاشرے کی باہمی ذمہ داری، احساس، اور ایک دوسرے کے لیے فکرمندی کو واضح کرتی ہے۔

اسلامی معاشرہ ایک ایسی جماعت ہے جس کے ارکان ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے ہیں، انصاف کے لیے کھڑے ہوتے ہیں، اور برائی کو روکتے ہیں۔ قرآن کریم کی سورۃ المائدہ آیت 2 میں فرمایا گیا ہے کہ ایک دوسرے کی نیکی اور تقویٰ میں مدد کرو، لیکن برائی اور سرکشی میں مدد نہ کرو۔ یہ واضح کرتا ہے کہ معاشرے کا وجود اسی وقت معنی رکھتا ہے جب اس میں نیکی، انصاف، اور ایک دوسرے کی مدد کی فضا ہو۔

اسلامی معاشرہ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لیے امن، انصاف، اور مساوات کا پیغام دیتا ہے۔ قرآن کریم کی سورۃ البقرہ آیت 143 میں فرمایا گیا ہے کہ تم ایک توازن والی امت ہو جو تمام انسانوں کے لیے گواہ ہو۔ یہ امت کا وہ عالمی مقصد ہے کہ وہ انصاف، امن، اور انسانیت کی خدمت کرے۔

اس طرح اسلامی نقطۂ نظر سے معاشرہ وہ اجتماعی نظام ہے جس کی بنیاد توحید، اتحاد، انصاف، اور باہمی ذمہ داری پر ہے۔ یہ نظام صرف ایک جغرافیائی حد تک محدود نہیں بلکہ تمام انسانوں کے لیے امن وسلامتی کا پیغام دیتا ہے۔

انسانی شخصیت اور ماحول کی باہمی تشکیل اسلامی نقطۂ نظر سے ایک گہرا اور اہم موضوع ہے جس کی بنیاد قرآن وسنت پر ہے۔ قرآن کریم میں سورۃ الروم آیت 30 میں فرمایا گیا ہے کہ انسان کی فطرت ایک خاص طریقے سے بنی ہوئی ہے اور یہ فطرت اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہے۔ اس فطرت کو 'فطرت اللہ' کہا گیا ہے، یعنی وہ اصل اور خاص صلاحیت جو ہر انسان میں پیدائشی طور پر موجود ہے۔ یہی وہ صلاحیت ہے جس کے ذریعے انسان اپنے رب کو پہچان سکتا ہے اور اس کی راہِ راست پر چل سکتا ہے۔

قرآن کریم میں واضح کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک ماحول میں رکھا ہے جہاں وہ پیدا ہوتا ہے، بڑھتا ہے اور اپنی شخصیت کی تشکیل کرتا ہے۔ یہ ماحول صرف جغرافیائی یا مادی نہیں بلکہ اس میں اخلاقی، سماجی، تعلیمی اور مذہبی پہلو بھی شامل ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہر بچہ فطرت اللہ پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے والدین اسے اپنے مذہب کی طرف موڑ دیتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ انسانی شخصیت کی تشکیل میں ماحول کا کردار کتنا اہم ہے۔

اسلامی تعلیم وتربیت کے ماہرین جیسے امام غزالی اور مسکویہ نے بھی واضح کیا ہے کہ شخصیت کی تشکیل میں ماحول اور تعلیم کا بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔ والدین، معاشرہ، تعلیمی ادارے اور مذہبی ماحول انسان کی فکری اور اخلاقی شخصیت کو شکل دیتے ہیں۔ اگر ماحول نیکی، انصاف اور اخلاقی اقدار سے بھرپور ہو تو انسان بھی نیک اور اچھے اخلاق کا مالک ہوگا۔ اگر ماحول برائی، تعصب اور ناانصافی سے بھرپور ہو تو شخصیت بھی اسی کے مطابق ہوگی۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ انسان اللہ کا خلیفہ ہے اور اسے ماحول کی ذمہ داری دی گئی ہے۔ اس لیے انسان کی شخصیت کی تشکیل صرف اسی وقت ممکن ہے جب وہ اپنے ماحول کو اچھا بنانے کی کوشش کرے اور اس کی اصلاح کے لیے کوشاں رہے۔ اس طرح انسانی شخصیت اور ماحول کی باہمی تشکیل ایک دوسرے پر گہرا اثر ڈالتی ہے اور دونوں کا مقصد اللہ کی رضا اور انسانیت کی خدمت ہونا چاہیے۔

عہدِ جاہلیت کا سماجی وفکری منظرنامہ قرآن کریم میں واضح طور پر بیان ہوا ہے۔ قرآن جاہلیت کو ایک ایسے دور کے طور پر پیش کرتا ہے جہاں انسانیت شرک، ظلم، بے رحمی، اور علم کی کمی کا شکار تھی۔ اس دور میں لوگ بتوں کی عبادت کرتے تھے، اپنے معاشرے میں ناانصافی اور طبقاتی تقسیم عام تھی، اور انسانی حقوق کی بے حرمتی کی جاتی تھی۔

قرآن کریم سورۃ الماعون میں جاہلی معاشرے کے چند خاص اخلاقی اور سماجی نقصوں کی نشاندہی کرتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ جاہلیت کے لوگ یتیم کو دھکا دیتے تھے، غریب کی مدد نہیں کرتے تھے، اور ریاکاری میں مبتلا تھے۔ یہ سب ایسے افعال ہیں جو انسانیت کی بنیادی اقدار کے خلاف ہیں۔ یہ لوگ نماز میں بھی بے دلی کرتے تھے، اور اپنے اعمال میں دکھاوے کو ترجیح دیتے تھے۔

جاہلیت کے معاشرے میں خواتین کے ساتھ سلوک بھی بہت سخت تھا۔ بچیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا، خواتین کو مال کی طرح سمجھا جاتا تھا، اور ان کے حقوق کو نظرانداز کیا جاتا تھا۔ یہ سب اس بات کی علامت ہے کہ جاہلیت کا معاشرہ انسانیت کی بنیادی اقدار سے محروم تھا۔

فکری لحاظ سے بھی جاہلیت کا دور ایک ایسا دور تھا جہاں لوگ موت کے بعد کسی حساب کتاب کے قائل نہیں تھے۔ وہ صرف دنیا کی زندگی میں مبتلا تھے اور آخرت کے بارے میں بے خبر تھے۔ اسی لیے وہ اپنے اعمال میں بے پناہ سستی، ظلم اور بے رحمی کا مظاہرہ کرتے تھے۔

قرآن کریم میں جاہلیت کو ایک ایسے نظام کے طور پر پیش کیا گیا ہے جہاں انسان انسان کا غلام بنتا ہے، اللہ کی عبادت کی بجائے انسانوں کی عبادت کی جاتی ہے، اور سماجی قوانین انسانی خواہشات پر مبنی ہوتے ہیں۔ اس نظام میں عدل، انصاف، اور انسانیت کی بنیادی اقدار کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

اس طرح قرآن کریم جاہلیت کے معاشرے کی ایک تجزیاتی تصویر پیش کرتا ہے جہاں انسانیت کی بنیادی اقدار کی بے حرمتی ہوتی ہے، اور انسان اللہ کی رضا کی بجائے اپنی خواہشات کا غلام بنتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مصلحِ اعظم بنا کر بھیجا تاکہ آپ انسانیت کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آئیں۔ قرآن کریم میں سورۃ ابراہیم کی پہلی آیت میں فرمایا گیا ہے کہ یہ کتاب ہم نے آپ پر اس لیے نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں۔ یہ تاریکیاں صرف جسمانی نہیں بلکہ فکری، اخلاقی اور سماجی تھیں جن میں جاہلی معاشرہ ڈوبا ہوا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے جاہلی نظام کے خلاف ایک فکری بغاوت کا آغاز کیا جس کی بنیاد توحید، انصاف اور انسانی مساوات پر تھی۔ آپ نے واضح کیا کہ شرک، بت پرستی، اور انسان کی انسان کے ہاتھوں غلامی قابلِ قبول نہیں ہے۔ سورۃ الکافرون میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا کہ اے نبی، کافروں سے کہہ دیجیے کہ میں ان کی عبادت نہیں کرتا جو تم عبادت کرتے ہو، اور نہ ہی تم اس کی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ یہ ایک واضح اور فیصلہ کن اعلان تھا کہ توحید اور شرک میں کوئی سمجھوتہ ممکن نہیں۔

نبی اکرم ﷺ نے جاہلی معاشرے کی تمام برائیوں کے خلاف آواز بلند کی۔ آپ نے یتیموں کے حقوق، خواتین کی عزت، غلاموں کی آزادی، اور معاشی انصاف کا پیغام دیا۔ آپ نے واضح کیا کہ کسی کی برتری نسل، رنگ، یا قبیلے کی بنیاد پر نہیں بلکہ تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ یہ ایک انقلابی پیغام تھا جو جاہلی معاشرے کی بنیادوں کو ہلا کر رکھ دیا۔

فضول خرچی کی حقیقت اور کفایت شعاری کی اہمیت

محمد عادل ارریاوی

آج ہم سب مہنگائی کا شکوہ کرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ یہ ایک حقیقت بھی ہے لیکن ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ خود ہمارے اپنے رویے بھی اس مہنگائی کو مزید بڑھا دیتے ہیں ہم بہت سی جگہوں پر ایسے خرچے کرتے ہیں جن کا نہ کوئی فائدہ ہوتا ہے اور نہ ہی کوئی

سلسلے میں جو اہم تعلیم دی ہے اس کی طرف عام طور پر توجہ نہیں کی جاتی جو معاشی مسائل کو بہتر بنانے کے لیے ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسراف فضول خرچیوں اور بے جا مال اڑانے سے اجتناب کیا جائے اور کفایت شعاری کے اصول پر عمل پیرا ہوا جائے۔ زندگی میں بے ترتیبی اصل مسئلہ ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے

استعمال کیے گئے ہیں۔

اسراف کے لغوی معنے حد سے تجاوز کرنے کے ہیں اصطلاح شرع میں حضرت ابن عباس مجاہد قتادہ وابن جریج کے نزدیک اللہ کی معصیت میں خرچ کرنا اسراف ہے اگرچہ ایک پیسہ ہی ہو اور بعض حضرات نے فرمایا جائز اور مباح کاموں میں ضرورت سے زائد خرچ کرنا جو تبذیر یعنی فضول خرچی کی حد میں

معنے یہ ہیں کہ جن کاموں میں اللہ ورسول نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے ان میں خرچ کرنے میں تنگی برتنا (اور بالکل خرچ نہ کرنا بدرجہ اولی اس میں داخل ہے)۔ یہ تفسیر بھی حضرت ابن عباس قتادہ وغیرہ سے منقول ہے (مظہری) مذکورہ آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ ایمان والوں کی صفات میں سے ایک اہم صفت یہ ہے کہ وہ اپنے مال کو افراط وتفریط کا شکار ہوئے بغیر اعتدال پر قائم رہتا ہے وہ کبھی فقیر ومحتاج نہیں ہوتا۔ (رواہ الامام احمد ابن کثیر) (بحوالہ معارف القرآن جلد ۶ صفحہ ۳۰۶ مفتی شفیع عثمانی) آج کے دور میں ایک عام آدمی کی سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ وہ کمانے کے بعد رقم کہاں خرچ ہوئی یہ نہیں جانتا وہ اپنی آمدنی کے مطابق جینے کے بجائے دوسروں کی دیکھا دیکھی چلتا ہے اور سوشل میڈیا نے

والے اخراجات پر انصاف کی نظر ڈالیں گے اور گہرائی سے جائزہ لیں گے تو ہمیں اس نتیجے تک پہنچنے کے لیے زیادہ دشواری کا سامنا نہیں ہوگا کہ ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہونے والے اخراجات میں کمی اور کنٹرول کرکے اپنی معاشی بدحالی کا کافی حد تک ازالہ کر سکتے ہیں کھانے پینے پہنے اوڑھنے برتنے اور استعمال کرنے کی تمام چیزوں کا جائزہ لے کر ہم اپنے اخراجات کو کافی حد تک کم کر سکتے ہیں اور معاشی بدحالی کا رونا رونے سے جان چھڑا سکتے ہیں۔ دکھاوا وہ مرض جو سب کو تنگ کر رہا ہے اصل بات یہ ہے کہ لوگوں کو خوش کرنا ممکن نہیں لیکن خود کو برباد کرنا بہت آسان ہے

آج ہم دیکھتے ہیں کہ غریب سے غریب لوگ بھی چائے وسگریٹ نوشی مختلف قسم کے غیر ضروری بلکہ مضر مشروبات اخبار بینی اور اس جیسی کئی قسم کی چیزوں میں روزانہ کے حساب سے سینکڑوں روپے خرچ کر دیتے ہیں۔ بجلی پانی اور گیس اور پٹرول کا غیر ضروری استعمال کرکے ہر مہینہ ہزاروں روپے کا بل اپنے کھاتے میں جمع کرانے کا بوجھ اپنے اوپر لادتے ہیں۔ بلاوجہ بجلی فون اور موبائل وغیرہ کا استعمال کرکے سینکڑوں اور ہزاروں روپوں کے بل بھرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں بچے کی پیدائش شادی بیاہ اور فوتگی کے عنوان سے کئی رسموں میں ہزاروں نہیں لاکھوں روپے برباد کرتے ہیں صرف نمود ونمائش اور ریاکاری کے طور پر قیمتی ونمائشی لباس اور کپڑوں پر بھاری رقم قربان کر دیتے ہیں۔ اگر ہم بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت کے اصول پر عمل پیرا ہوں اور روزمرہ کی زندگی میں اس کا اہتمام کریں تو یقیناً ہم میں سے ہر ایک شخص سینکڑوں اور ہزاروں روپے کے اخراجات میں کمی کر سکتا ہے۔ کفایت شعاری کا مطلب کنجوسی نہیں کفایت شعاری کا مطلب ہے جتنا ضروری ہے اتنا خرچ کرو جتنا مل گیا ہے اس پر شکر کرو جو نہیں ہے اس کی لالچ میں اپنی سکون نہ بیچو یہی وہ اصول ہے جو ہمیں مہنگائی کے دور میں تھام کر رکھ سکتا ہے اپنے دل کو بدلنے کی ضرورت مہنگائی کے دور میں سب سے پہلی تبدیلی سوچ میں لانا ضروری ہے کم میں جینا سیکھو اپنی کمائی کا حساب رکھو لوازمات اور خواہشات میں فرق کرو اپنے مقابلے میں ہمیشہ ان لوگوں کو دیکھو جن کے پاس کم ہے تب ہی دل مطمئن ہوگا اور زندگی آسان لگے گی۔ اس کے ساتھ ایک بات یہ بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس کو حلال اور جائز طریقہ پر جتنا کچھ دیا ہے وہ اس پر صبر وشکر اور قناعت کرے، اور اپنے سے اوپر اور مال دار لوگوں پر نظر رکھنے کے بجائے اپنے سے کم تر اور غریب لوگوں پر نظر رکھے۔ اگر ہم نیک نیتی اور ذہن ودھیان کے ساتھ ان دونوں کاموں کو اختیار کر لیں گے یعنی فضول خرچیوں سے اجتناب اور کفایت شعاری کا اہتمام کر لیں گے تو امید ہے کہ مہنگائی اور بے روزگاری کا رونا رونے سے مقروض ہونے سے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے بلکہ اپنی خواہشات کی تکمیل کے لیے لوٹ مار حرام خوری اور قتل وغارت گری کے کئی سنگین جرائم سے بھی بآسانی نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ مہنگائی کم ہو یا زیادہ ہمارے اپنے رویے اگر درست ہو جائیں تو زندگی آسان ہو جاتی ہے اگر ہم فضول خرچی کم کر دیں دکھاوا چھوڑ دیں اور گھر کے نظام میں تھوڑی سی ترتیب لے آئیں تو یقین جانیے گھریلو جھگڑے کم ہوں گے ذہنی سکون بڑھے گا قرضوں سے نجات ملے گی اور زندگی میں برکت آئے گی اللہ کرے ہم سب سمجھ جائیں کہ بہتر زندگی پیسے سے نہیں سمجھداری سے بنتی ہے۔

بیٹی اور تربیت

سماج کی آئندہ نسلوں کا امتحان

مولانا قاری اسحاق گورا

انسانی معاشرے کی تاریخ اس حقیقت کی گواہی دیتی ہے کہ قوموں کی پائیداری دولت وثروت سے نہیں ہوتی، نہ ہی اونچی عمارتیں اور پھیلی ہوئی سڑکیں کسی تہذیب کی ضمانت ہوتی ہیں۔ اصل امانت تو وہ نسلیں ہوتی ہیں جو گھروں میں پروان چڑھتی ہیں۔ وہ بچے، وہ بیٹے، اور خصوصاً وہ بیٹیاں، جن کی شخصیت میں والدین کی فکر، گھر کی فضا، ماں کی مامتا اور باپ کی نگہداشت سب ایک ساتھ سانس لیتی ہیں۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں تالیفِ روح اور تربیتِ کردار کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ لیکن آج ہمیں ایک تلخ حقیقت سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ وہ یہ کہ ہمارے معاشرے میں بے شمار اہلِ خانہ ایسی شدید خواہش رکھتے ہیں کہ ان کے گھروں کی خواتین علاج کے لیے صرف لیڈی ڈاکٹر ہی کے پاس جائیں۔ یہ خواہش بجا ہے، معقول ہے، اور عزت وحیاء کے تقاضوں سے مطابقت بھی رکھتی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ وہ لیڈی ڈاکٹر آئے گی کہاں سے؟ جب ہم اپنی ہی بیٹیوں کے لیے علم کے دروازے بند رکھ دیں، جب ہم ان کے لیے کالج تک کا راستہ تنگ کر دیں، جب ہم اپنے گھروں میں روشن مستقبل کے بجائے بے جا خوف کے سائے بسا دیں— تو پھر طبیبہ، معلمہ، عالمہ اور رہنما کہاں پیدا ہوں گی؟ یہ سوال محض سوال نہیں، ہماری اجتماعی سوچ کا آئینہ ہے۔ جب بھی شہر و دیہات میں یہ خبر گردش کرتی ہے کہ فلاں گھر کی لڑکی محبت کے بہکاوے میں آ کر کسی دوسرے مذہب والے کے ساتھ گھر چھوڑ گئی، یا اس نے مذہب بدل لیا، یا خاندان سے بغاوت کر کے کسی اجنبی کے ساتھ نئی زندگی شروع کر دی— تو ہم فوراً حیرت کے خول میں بند ہو جاتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ حادثہ ایک دن کی لغزش نہیں ہوتا۔ یہ برسوں کے جمع شدہ خلا کا نتیجہ ہوتا ہے۔ گھر میں محبت کی زبان نہ ہو، دل کھول کر بات کرنے کا ماحول نہ ہو، ماں باپ کے درمیان اعتماد کی ڈور کمزور ہو جائے، اور باہر کی دنیا رنگارنگ خوشنماؤں کے ساتھ دل لبھانے کھڑی ہو— تو پھر گھر کی بیٹی تنہائیاں کیسے جھیلے؟ ہماری بیٹیاں بھٹکتی نہیں، بلکہ ہم انہیں بھٹکنے دیتے ہیں۔ کیونکہ ہم نے ان سے دوستی نہیں کی، ہم نے ان کی ذہنی وجذباتی ضرورتوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی، ہم نے ان کی عمر کے تقاضوں کو زمانے کی تیزی کے مطابق نہیں پرکھا۔ ایک بیٹی کو صرف نان ونفقہ نہیں چاہیے، اسے گفتگو چاہیے، اسے قربت چاہیے، اسے یہ احساس چاہیے کہ اس کا گھر اس کی فہم وفکر کو سمجھتا ہے۔ اور جب گھر یہ مہربانی نہ دے، تو باہر کی دنیا جھوٹے وعدوں کے ساتھ اس کے قدم کھینچ لیتی ہے۔

اولاد کی تربیت نہ سزا سے ہوتی ہے نہ بے مہار آزادی سے۔ تربیت وہ باریک ریشمی دھاگہ ہے جسے محبت اور حکمت دونوں سے بُنا جاتا ہے۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ کچھ گھروں میں سختی کو تربیت سمجھ لیا گیا ہے، اور کچھ گھروں میں بے پرواہی کو محبت کا نام دے دیا گیا ہے۔ دونوں صورتیں شخصیت کو توڑ دیتی ہیں۔ بیٹی کے سامنے اگر صرف خوف کی دیواریں ہوں، اگر اس کے سوالات کو گستاخی سمجھا جائے، اگر اس کے جذبات کو جرم بنا دیا جائے— تو پھر وہ اپنے لیے راستے گھر کے اندر نہیں تلاش کرتی، بلکہ باہر ڈھونڈتی ہے۔ اور باہر ہر وہ رنگ موجود ہے جو اس کی عمر کے دل کو لبھاتا ہے۔ ہمیں سمجھنا ہوگا کہ بیٹیاں صرف بیٹیاں نہیں ہوتیں؛ وہ خاندان کی تہذیب کی امین ہوتی ہیں، ماں بن کر نسلیں سنوارتی ہیں، استاد بن کر ذہن روشن کرتی ہیں، اور اگر موقع ملے تو ڈاکٹر بن کر زندگیوں کو بچاتی ہیں۔ لیکن یہ سارے مراحل ایک بنیاد چاہتے ہیں: گھر کی محبت، گھر کا اعتماد، اور گھر میں مکالمے کا ماحول۔ ماں اگر بیٹی کی پہلی استاد ہے، تو باپ بیٹی کا پہلا محافظ۔ اور دونوں مل کر اس کی شخصیت کی بنیاد بناتے ہیں۔ بیٹی کو پڑھنے دیجیے، سوال کرنے دیجیے، سوچنے دیجیے، اپنی پہچان بنانے دیجیے۔ اسے صرف رشتوں کی نہیں، بلکہ زندگی کے فیصلوں کی سمجھ بھی دیجیے۔ یہی تربیت ہے، یہی سرمایہ ہے، یہی اصل ہنر ہے۔ تعلیم کا دروازہ جب بند ہوتا ہے تو ذہن اندھیرے میں چلے جاتے ہیں۔ اور تربیت کا چراغ جب بجھ جائے تو قدم گمراہی کی طرف بڑھتے ہیں۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دونوں کو— تعلیم اور تربیت— کو ایک دوسرے کا مددگار بنائیں، نہ کہ مخالف۔ ہماری بیٹیاں اگر ڈاکٹر بنیں گی تو ماں باپ کے اعتماد سے، اگر عالمہ بنیں گی تو توازن اور فہم سے، اگر معلمہ بنیں گی تو مضبوط اخلاق اور وسیع نظر سے۔ اور یہ سب تب ہوگا جب گھر میں علم کا احترام ہو اور تربیت کا وقار قائم ہو۔

ہر گھر میں یہ خواہش موجود ہے کہ علاج کے لیے خواتین کے پاس خواتین ہی ہوں۔ یہ خواہش اسلامی، اخلاقی اور سماجی لحاظ سے بالکل درست ہے۔ مگر سوال پھر وہی کھڑا ہے: جب ہم اپنی ہی بیٹیوں کی تعلیم میں رکاوٹیں کھڑی کر دیں گے، جب ہم انہیں صرف چاردیواری تک محدود کر دیں گے، جب ہم ان کے مستقبل کو صرف شادی تک محدود سمجھیں گے— تو پھر وہ لیڈی ڈاکٹر کہاں سے پیدا ہوگی جس کے پاس ہم اپنی خواتین کو بھیجنے کے آرزومند ہیں؟ قومیں خواہشوں سے نہیں بنتیں، عزم، فیصلوں اور روشن حکمتِ عملی سے بنتی ہیں۔ اگر بیٹی کو ہم نے پروان چڑھنے کا موقع ہی نہ دیا، تو وہ کیسے ایک کارآمد فرد بنے گی؟ کسی بیٹی کو جو سب سے قیمتی تحفہ دیا جا سکتا ہے، وہ اعتماد ہے۔ گھر کا اعتماد، ماں کا اعتماد، باپ کا اعتماد۔ اگر بیٹی کو محسوس ہو کہ اس کی بات کو وزن دیا جاتا ہے، اگر وہ جان لے کہ اس کے جذبات کو سمجھا جاتا ہے، اگر وہ دیکھے کہ گھر میں اس کے فیصلوں پر حکمت اور محبت دونوں کا سایہ ہے— تو وہ کبھی کسی بیرونی دھوکے میں نہیں آئے گی۔ باہر کی دنیا صرف اسی کو بہکاتی ہے جو گھر کے اعتماد سے محروم ہو۔ آخرِ کار پوری گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ ہماری بیٹیاں کسی حادثاتی ضعف یا وقتی بھٹکاؤ کا شکار نہیں ہوتیں بلکہ ان کے اندر پیدا ہونے والا ہر خلا، ہر کمزوری، اور ہر بے سمتی دراصل ہمارے اپنے رویوں، ہماری گھریلو فضا اور ہماری اجتماعی سوچ کی کمزوریاں عیاں کرتی ہے۔ بیٹی اگر گھر سے دور بھاگتی ہے تو وہ گھر کی تنگی سے تنگ آ کر بھاگتی ہے؛ اگر وہ جھوٹے وعدوں کے سہارے باہر کی دنیا میں قدم رکھتی ہے تو اس لیے کہ اسے گھر کے اندر سچائی، ہمدردی اور سمجھ بوجھ کا سہارا نہیں ملتا۔ اولاد خواہ بیٹی ہو یا بیٹا— محبت، اعتماد اور مکالمے سے پروان چڑھتی ہے۔ محبت محدود ہو جائے، اعتماد ٹوٹ جائے اور مکالمہ ختم ہو جائے تو پھر کوئی خاندان اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتا۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ لیڈی ڈاکٹر، معلمہ، عالمہ اور ہر وہ باشعور کردار جو ہم اپنی بیٹیوں میں دیکھنا چاہتے ہیں، وہ خواہشوں سے نہیں پیدا ہوتے، بلکہ انہیں علم اور تربیت کے امتزاج سے پروان چڑھایا جاتا ہے۔ جہاں تعلیم روک دی جائے، وہاں صلاحیت دم توڑ دیتی ہے؛ جہاں تربیت کمزور ہو جائے، وہاں کردار بکھر جاتا ہے۔ ہم ایک جانب چاہتے ہیں کہ ہماری خواتین علاج کے لیے صرف خواتین کے پاس جائیں، لیکن دوسری طرف اپنی ہی بیٹیوں کے لیے تعلیم کے راستے بند کر دیتے ہیں۔ یہ تضاد اصل زوال کی علامت ہے۔

بی آر ایس حکومت میں 8.21 لاکھ کروڑ کا قرض حاصل کیا گیا: بھٹی وکرمارکا

کے سی آر سے بیان دینے کا مطالبہ، کانگریس قرض کو معہ سود ادا کررہی ہے: ڈپٹی چیف منسٹر کا بیان

حیدرآباد۔) ڈپٹی چیف منسٹر بھٹی وکرمارکا نے بی آر ایس دور حکومت میں قرض کے حصول پر سابق چیف منسٹر کے سی آر سے جواب دینے کا مطالبہ کیا۔ سکریٹریٹ میں ریاستی وزراء ┘ پونم پربھاکر اور لکشمن کمار کے ہمراہ میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے بھٹی وکرمارکا نے کہا کہ بی آر ایس دور حکومت میں جملہ 8.21 لاکھ کروڑ قرض حاصل کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ کے ٹی آر اور ہریش راؤ قرض کو کم ظاہر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ڈپٹی چیف منسٹر نے کہا کہ وہ اعداد وشمار کے ساتھ یہ ثابت کرسکتے ہیں کہ بی آر ایس دور حکومت میں 8.21 لاکھ کروڑ قرض حاصل کیا گیا تھا۔اس سلسلہ میں کے سی آر کو جواب دینا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ قرض کے بارے میں کے سی آر اور ہریش راؤ عوام کو گمراہ کررہے ہیں۔ وزیر فینانس کی حیثیت سے کام کرنے والے ہریش راؤ کی جانب سے گمراہ کن بیان باعث حیرت ہے۔انہوں نے کہا کہ بی آر ایس قائدین حکومت کی فلاحی اسکیمات میں رکاوٹ پیدا کرنے کیلئے ریاست کے بجٹ کو ناقابل عمل قرار دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سوشیل میڈیا کے ذریعہ ریاست کے معاشی موقف کے بارے میں گمراہ کن اطلاعات پھیلائی جارہی ہے۔بھٹی وکرمارکا نے کہا کہ بی آر ایس حکومت کی جانب سے حاصل کردہ قرض کو سود کے ساتھ کانگریس حکومت ادا کر رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ اس تنازعہ میں کے سی آر کو وضاحت کرنی چاہئے۔انہوں نے کہا کہ کانگریس برسر اقتدار آنے کے بعد معاشی موقف پر وائیٹ پیپر جاری کیا گیا تھا۔ کے سی آر حکومت کے قرض پر دو لاکھ 8 ہزار کروڑ سود ادا کیا جارہا ہے۔انہوں نے کہا کہ صرف تین لاکھ کروڑ قرض حاصل کرنے کا دعویٰ گمراہ کن ہے۔ بی آر ایس نے 10.5 فیصد سود کے ساتھ قرض حاصل کیا تھا اور کانگریس حکومت نے سود کی رقم کو 7.5 فیصد کم کرنے میں کامیابی حاصل کی۔ بھٹی وکرمارکا نے بی آر ایس قائدین کو مشورہ دیا کہ وہ گمراہ کن بیانات کے بجائے کے سی آر کو قرض پر تبصرہ کرنے کی ترغیب دیں کیونکہ بحیثیت چیف منسٹر وہ قرض کے بارے میں اچھی طرح واقف ہیں۔ کانگریس قائدین اس مسئلہ پر صرف کے سی آر سے بحث کرنے تیار ہیں۔

مساجد اور درگاہوں کے خلاف کئی ریاستوں میں کارروائیاں باعث تشویش

SIR مہم کو شفاف اور آسان بنایا جائے، جماعت اسلامی ہند کے قائدین کی پریس کانفرنس

حیدرآباد۔ جماعت اسلامی ہند نے ملک میں مساجد کو نشانہ بنا کر انہدامی کارروائیوں کو انتہائی شرمناک قرار دیا اور کہا کہ ملک کے مختلف علاقوں میں مساجد کو غیر مجاز قرار دیتے ہوئے منہدم کیا جارہا ہے۔ جماعت اسلامی کے قومی نائب امیر پروفیسر سلیم انجینئر اور قومی جنرل سکریٹری مولانا شفیع مدنی نے میڈیا سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ جماعت اسلامی کا ایک اعلیٰ سطحی وفد مساجد کے انہدام کا جائزہ لینے کے لئے جیسلمیر، جودھ پور اور باڑمیر علاقوں کا دورہ کرچکا ہے۔ان علاقوں میں مسلم خاندانوں کو نشانہ بناتے ہوئے بلڈوزر کارروائیاں کی گئیں۔مولانا شفیع مدنی نے مساجد، مکانات اور کمزور طبقات کی آبادیوں کے خلاف انہدامی کارروائیوں کی مذمت کی۔ راجستھان، اترپردیش، مہاراشٹرا، گجرات، دہلی اور دیگر ریاستوں میں حالیہ واقعات تشویشناک رجحان کی نشاندہی کرتے ہیں جہاں غیر قانونی تعمیرات کے نام پر کارروائیوں کا نشانہ مساجد، مکانات اور معاشی طور پر کمزور طبقات بن رہے ہیں۔صرف ایک ماہ کے دوران کئی مساجد کو منہدم یا جزوی طور پر مسمار کیا گیا۔ راجستھان کے سرحدی اضلاع باڑمیل، جیسلمیر اور بیکانیر میں سیکوریٹی کے نام پر کارروائیوں کے دوران مساجد، درگاہوں اور مدارس کو منہدم کیا گیا۔جس کے نتیجہ میں مقامی عوام میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔مساجد کو فرقہ وارانہ بنیاد پر نشانہ بنانا ملک کے لئے شرمناک ہے۔ان کارروائیوں کو فوری طور پر روکا جانا چاہئے۔دورہ کے موقع پر وفد نے کئی ایسے معاملات کی سماعت کی جہاں یکطرفہ طور پر مذہبی عمارتوں اور رہائشی مکانات کو منہدم کردیا گیا۔انہوں نے کہا کہ مساجد اور درگاہوں کو جان بوجھ کر نشانہ بنایا گیا ہے جبکہ علاقہ میں دیگر مذاہب کی عبادت گاہیں محفوظ ہیں۔ مساجد کے انہدام کے خلاف جماعت اسلامی نے قانونی جدوجہد کا فیصلہ کیا ہے۔راجستھان میں غیر مسلم افراد اور جہدکاروں نے انہدامی کارروائی مذمت کی۔SIR کے تحت دہلی، کرناٹک، مہاراشٹرا، جھارکھنڈ اور میگھالیہ میں بے قاعدگیوں کا حوالہ دیتے ہوئے پروفیسر سلیم انجینئر نے کہا کہ ایس آئی آر کا عمل شفافیت پر مبنی ہونا چاہئے۔ایس آئی آر کے ذریعہ مختلف ریاستوں میں بڑی تعداد میں ناموں کو حذف کردیا گیا۔ الیکشن کمیشن سے ایس آئی آر کے عمل کو شفاف اور آسان بنانے کا مطالبہ کیا گیا۔ جماعت اسلامی نے مہاراشٹرا، جھارکھنڈ، مغربی بنگال اور دیگر ریاستوں میں اپوزیشن پارٹیوں کو کمزور کرنے کی مہم کی مذمت کی۔

شہر کے اسمبلی حلقوں میں اندراماں ہاؤزنگ کے تحت جلد ٹنڈرس کی طلبی

ہر حلقہ میں 1000 مکانات، گوشہ محل میں ڈبل بیڈروم مکانات کی تقسیم، وزراء سرینواس ریڈی، پونم پربھاکر و اظہر الدین کی شرکت

حیدرآباد۔) وزیر ہاؤزنگ پی سرینواس ریڈی نے کہا کہ حیدرآباد اور اس کے اطراف کیور زون کے تحت اندراماں ہاؤزنگ مکانات کی تعمیر کیلئے جلد ہی ٹنڈرس طلب کئے جائیں گے۔ عہدیداروں کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ حیدرآباد کے اسمبلی حلقہ جات میں اراضیات کی نشاندہی کریں۔ انہوں نے کہا کہ 19 اسمبلی حلقہ جات میں پائلٹ پراجکٹ کے تحت فی کس ایک ہزار مکانات تعمیر کئے جائیں گے۔ سرینواس ریڈی نے آج گوشہ محل اسمبلی حلقہ میں اندراماں ہاؤزنگ کے تحت ڈبل بیڈروم مکانات استفادہ کنندگان میں حوالے کئے۔ اس موقع پر وزیر ٹرانسپورٹ پونم پربھاکر، وزیر اقلیتی بہبود محمد اظہر الدین، رکن راجیہ سبھا انیل کمار یادو اور اعلیٰ عہدیدار موجود تھے۔وزیر ہاؤزنگ نے کہا کہ شہری اور دیہی علاقوں میں اندراماں ہاؤزنگ اسکیم پر مرحلہ وار عمل آوری کی جائے گی۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی کی ہدایت کے مطابق حیدرآباد، سائبر آباد اور ملکاجگری کارپوریشنوں کے حدود میں ایک لاکھ مکانات کی تعمیر کیلئے اراضی کی نشاندہی کا کام آئندہ تین دن میں مکمل کرلیا جائے گا۔انہوں نے کہا کہ سابق حکومت نے ڈبل بیڈروم مکانات شہر کے باہر دور دراز کے علاقوں میں تعمیر کئے تھے لیکن کانگریس حکومت ہر اسمبلی حلقہ جات کے تحت مکانات تعمیر کرے گی۔کیور حدود کے 19 اسمبلی حلقہ جات میں پائلٹ پراجکٹ کے تحت کم از کم 500 تا 1000 مکانات کی تعمیر کا آغاز کیا گیا ہے۔دوسرے اور تیسرے مرحلہ میں باقی مکانات تعمیر کئے جائیں گے۔ دیہی علاقوں میں ایک اسمبلی حلقہ کے تحت 5500 مکانات منظور کئے گئے۔شہری علاقوں میں اراضی کی مالیت فی ایکر 100 تا 200 کروڑ ہے باوجود اس کے حکومت میں غریبوں کیلئے مکانات کی تعمیر کا فیصلہ کیا ہے۔ دھول پیٹ کے علاقہ میں سابق حکومت کی جانب سے زیر تکمیل 125 مکانات کو مکمل کرتے ہوئے استفادہ کنندگان کے حوالے کیا گیا ہے۔انہوں نے ضلع کلکٹر کو ہدایت دی کہ دیگر علاقوں میں اراضیات کا تعین کریں جہاں مکانات تعمیر کئے جاسکیں۔ سابق حکومت نے حیدرآباد سے 30 کیلومیٹر کے فاصلہ پر مکانات تعمیر کئے اور غریب خاندان مکانات منتقلی سے گریز کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ کانگریس حکومت نے دو برسوں میں بی آر ایس کے 10 برسوں میں تعمیر کردہ مکانات سے زیادہ مکانات تعمیر کئے ہیں۔انہوں نے کہا کہ اندراماں ہاؤزنگ کے مسئلہ پر بی آر ایس کھلے مباحث کیلئے تیار نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ بی آر ایس دور حکومت میں بڑے پراجکٹس کی تعمیر میں بے قاعدگیاں کی گئی ہیں۔ ریاستی وزراء ┘ پونم پربھاکر اور محمد اظہر الدین نے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کانگریس حکومت غریبوں کی فلاح و بہبود پر پابند ہے۔ انہوں نے کہا کہ حیدرآباد کے تمام اسمبلی حلقہ جات میں غریبوں کے مکانات الاٹ کئے جائیں گے۔

سرکاری اسکولس اور جونیر کالجس کے ٹیچرس اور لکچررس کو ناشتہ اور لنچ کی فراہمی

موسیٰ ندی ترقیاتی پراجکٹ فیس I کیلئے 7345 کروڑ کی منظوری، چار سوپر اسپیشالیٹی ہاسپٹلس کیلئے 6278 جائیدادیں

حیدرآباد۔) تلنگانہ کابینہ نے تمام سرکاری اسکولس اور جونیئر کالجس کے ٹیچرس اور لکچررس کو طلبہ کے ساتھ ناشتہ، دودھ اور لنچ فراہم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ کابینہ نے موسیٰ ندی ترقیاتی پراجکٹ کے پہلے مرحلہ کیلئے 7345 کروڑ کی منظوری دی۔ ریاست کے تین تلنگانہ انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسس اور ورنگل کے سوپر اسپیشالیٹی ہاسپٹل کے لئے 6278 جائیدادوں کی منظوری دی گئی۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی کی زیر صدارت سکریٹریٹ میں منعقدہ کابینہ کے اجلاس میں ضمانت روزگار سے متعلق وی بی جی رام جی اسکیم پر ریاست میں عمل آوری سے اتفاق کرتے ہوئے تلنگانہ کے حقوق کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع ہونے کا فیصلہ کیا گیا۔ اجلاس کے بعد ریاستی وزراء ┘ پی سرینواس ریڈی، اے لکشمن کمار اور ڈی انوسویا سیتکا نے میڈیا کے نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کابینہ کے فیصلوں سے واقف کرایا۔انہوں نے کہا کہ یو پی اے دور حکومت میں ڈاکٹر منموہن سنگھ کی زیر قیادت حکومت نے دیہی علاقوں میں ضمانت روزگار اسکیم منریگا متعارف کی تھی۔ اس اسکیم کو تمام ریاستوں نے قبول کیا اور 2006 سے عمل آوری شروع کی گئی۔ مرکز میں این ڈی اے برسر اقتدار آنے کے بعد حکومت نے ریاستی حکومتوں اور غریبوں کی رائے کا احترام کئے بغیر اسکیم میں تبدیلی کرتے ہوئے وی بی جی رام جی نام رکھا۔کئی ریاستوں کے اعتراض کو مرکزی حکومت نے قبول نہیں کیا۔ یکم جولائی سے ملک بھر میں اسکیم پر عمل کیا جارہا ہے۔تلنگانہ اسمبلی میں جنوری میں قرارداد منظور کرتے ہوئے جی رام جی اسکیم کی مخالفت کی گئی۔باوجود اس کے کسی ترمیم کے بغیر ملک بھر میں اسکیم پر عمل آوری شروع کی گئی۔اسکیم کے تحت ریاستوں پر مالی بوجھ میں اضافہ ہوگا۔اسکیم کا جائزہ لینے اور دیگر ریاستوں کے موقف سے واقفیت کیلئے اتم کمار ریڈی کی صدارت میں کابینی سب کمیٹی قائم کی گئی۔ سب کمیٹی کی رپورٹ کا آج کابینہ کے اجلاس میں جائزہ لیا گیا۔حکومت نے ناگزیر صورتحال میں جی رام جی اسکیم کو اختیار کرنے اور ریاست میں اسکیم پر عمل آوری کا فیصلہ کیا ہے۔کابینہ نے ریاست کے مفادات کے تحفظ کے لئے سپریم کورٹ سے رجوع ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔دیگر ریاستوں نے بھی سپریم کورٹ سے رجوع ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔قانونی جدوجہد کے ذریعہ تلنگانہ کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔کابینہ نے پہلی تا 12 ویں جماعت کے طلبہ کیلئے جاریہ ناشتہ، لنچ اور دودھ کی اسکیم کو ٹیچرس کیلئے توسیع دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ سرکاری اسکولوں اور جونیئر کالجس کے ایک لاکھ 50 ہزار ٹیچرس اور لکچررس اس اسکیم سے استفادہ کرپائیں گے۔اسکولس اور جونیئر کالجس کے غیر تدریسی اور ملازمین اور اسٹاف کو بھی یہ سہولت رہے گی۔ریاست میں صحت کے شعبہ کو مستحکم کرنے کیلئے حکومت نے صنعت نگر، ایل بی نگر اور الوال میں تلنگانہ انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسیس جبکہ ورنگل میں سوپر اسپیشالیٹی ہاسپٹل کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ چاروں ہاسپٹلس کے فوری طور پر آغاز کے لئے حکومت نے 6278 جائیدادوں کی منظوری دی ہے جن میں ڈاکٹرس، پیرامیڈیکل اسٹاف اور دوسرے عہدے شامل ہیں۔ حکومت نے مذکورہ چاروں ہاسپٹلس میں علاج کیلئے چیف منسٹر ریلیف فنڈ سے LOC کی اجرائی کا فیصلہ کیا۔کابینہ نے موسیٰ ندی ترقیاتی پراجکٹ کے فیس I پر عمل آوری کیلئے جلد ٹنڈرس طلب کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ 21 کیلومیٹر پر محیط پہلے مرحلہ کے کاموں کیلئے 7345.12 کروڑ کی منظوری دی گئی۔ حمایت ساگر سے عیسیٰ اور عثمان ساگر تک ترقی دی جائے گی۔ سرینواس ریڈی نے کہا کہ ندی کے دونوں جانب ترقیاتی منصوبہ تیار کیا گیا ہے اور متاثرین کیلئے باز آبادکاری کا منصوبہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ موسی ریور فرنٹ ڈیولپمنٹ کاموں کیلئے 147 نئی جائیدادیں منظور کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ دیگر محکمہ جات سے ضرورت پڑنے پر ملازمین کو حاصل کیا جائے گا۔حکومت نے ورنگل، جگتیال اور سوریا پیٹ میں گوداموں کی تعمیر کیلئے اراضی منظور کی ہے۔ اسٹیٹ ویر ہاؤزنگ کارپوریشن کو اراضی حوالے کی جائے گی۔ جواہر نو ودیا ودیالیہ کے لئے دو مقامات پر اراضی الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ محبوب نگر کے پدائی پلی گاؤں میں 28.18 ایکر اور سوریا پیٹ ضلع کے کوداڑ میں 19.12 ایکر اراضی منظور کی جائے گی۔ جگتیال ضلع کے چلگل گاؤں میں کیندریہ ودیالیہ کے لئے پانچ ایکر اراضی کو کابینہ نے منظوری دی۔کابینہ نے

شہر میں موسمی تبدیلی کے ساتھ وبائی امراض میں تیزی

مچھر و مکھیوں کی افزائش میں اضافہ، احتیاط برتنے عوام سے اپیل

حیدرآباد۔ دونوں شہروں حیدرآباد و سکندرآباد میں موسمی تبدیلی کے ساتھ ہی وبائی امراض میں تیزی سے اضافہ ریکارڈ کیا جانے لگا ہے اور شہریوں میں اعضاء ┘ شکنی، بخار، کھانسی کے علاوہ دیگر عوارض کے ساتھ مریض ڈاکٹرس سے رجوع ہونے لگے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ دونوں شہروں میں موسم کی تبدیلی کی ساتھ ہی مچھر و مکھیوں کی افزائش میں اضافہ ریکارڈ کیا جانے لگا ہے جس کے نتیجہ میں وبائی امراض پھیل رہے ہیں۔ محکمہ صحت اور مجلس بلدیہ عظیم تر حیدرا؟باد نے شہریوں میں موسمی تبدیلی کے نتیجہ میں پھیلنے والے امراض کی روک تھام کے لئے شعور بیداری کا ا؟غاز کیا جاچکا ہے اور عوام سے اپیل کی گئی کہ وہ اپنی قوت مدافعت کو مستحکم بنانے والی اشیائے خورد و نوش کے استعمال کے علاوہ صحتمند رہنے کے لئے اپنے اطراف کے ماحول کو صاف ستھرا بنائے رکھنے کے اقدامات کو یقینی بنائیں۔ محکمہ صحت کے علاوہ جی ایچ ایم سی کی جانب سے فراہم کی جانے والی اطلاعات کے مطابق شہر حیدرا؟باد کے سرکاری دواخانوں میں سردی، بخار کے علاوہ دیگر موسمی تبدیلیوں کی شکایات کے ساتھ رجوع ہونے والے مریضوں کی تعداد میں 20 تا 30 فیصد کا اضافہ ریکارڈ کیا جا رہا ہے۔ ماہر اطباء ┘ اور محکمہ صحت نے عوام کو مشورہ دیا کہ وہ موسمی تبدیلی کے سبب ہونے والے امراض کا اپنے طور پر علاج کرنے کی کوشش نہ کریں اور نہ ہی میڈیکل ہال سے صورتحال بتا کر ادویات حاصل کرتے ہوئے استعمال کریں بلکہ ڈاکٹرس سے رجوع کرتے ہوئے اپنے مرض کی تشخیص کے بعد ہی ادویات کے استعمال کو ترجیح دیں تاکہ انہیں دیگر کسی طرح کے مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ دونوں شہروں حیدرا؟باد وسکندرا؟باد میں موسمی تبدیلیوں کے سبب پھیلنے والے امراض سے بچاو؟ اور احتیاط کے سلسلہ میں جاری کی جانے والی ہدایات میں کہا گیا ہے کہ گھروں میں موجود پودوں کے اطراف پانی جمع ہونے نہ دیں بلکہ جتنا ممکن ہوسکے پانی کو صاف کرنے کے اقدامات کریں علاوہ ازیں بارش کے پانی کے جمع ہونے کے مقامات کی صفائی کے ذریعہ مچھروں کی افزائش کے علاوہ مکھیوں کی تعداد کو کم کرنے میں تعاون کریں۔ گھروں میں برتن بالخصوص پینے کے پانی کو ڈھانک کررکھنے کا اہتمام کرنے کے علاوہ صفائی کو روز کا معمول بنالیں۔

حیدرآباد میں پینے کے پانی کا بحران، بارش کی قلت سے آبی ذخائر خالی

سنگور ڈیم میں ایمرجنسی پمپنگ کا آغاز، دیگر ذخائر آب خطرے میں

حیدرآباد۔گریٹر حیدرآباد میں پینے کے پانی کی فراہمی پر شدید خطرے کے بادل منڈلانے لگے ہیں۔ ایک تشویشناک رپورٹ کے مطابق بارش کی قلت کے باعث شہر حیدرآباد کو پانی سربراہ کرنے والے تمام بڑے آبی ذخائر میں پانی کی سطح تیزی سے گھٹ رہی ہے۔ جوکہ گذشتہ سال کے اس وقت کے مقابلے میں بہت کم ہے۔اس سنگین صورتحال کے پیش نظر حیدرآباد واٹر بورڈ شہر میں پانی کی باقاعدہ سپلائی کو برقرار رکھنے کیلئے سخت جدوجہد کررہا ہے۔ حیدرآباد کو پانی کی فراہمی کو یقینی بنانے کیلئے سنگور ذخیرہ آب میں پہلے ہی ایمرجنسی پمپنگ کا آغاز کیا جاچکا ہے۔ جب کہ ناگرجنا ساگر میں بھی پانی کے ذخائر خطرناک حد تک کم ہورہے ہیں۔اس وقت ناگرجنا ساگر میں پانی کی موجودہ سطح 514.40 فٹ تک پہونچ چکی ہے۔ اگر یہ سطح 510 فٹ سے نیچے آتی ہے تو ایمرجنسی پمپنگ کے بغیر شہر کو دریائے کرشنا کا پانی سپلائی کرنا ناممکن ہوجائے گا۔ واٹر بورڈ اب ساگر سے بھی ایمرجنسی پمپنگ کے انتظامات پر پوری توجہ دے رہا ہے۔شہر حیدرآباد میں پانی کی مانگ اور سپلائی کے درمیان پہلے ہی بڑا فرق پایا جاتا ہے۔ واٹر بورڈ اس وقت روزانہ 550(MGD) پانی فراہم کررہا ہے۔ جس میں کرشنا کا حصہ 270 ایم جی ڈی گوداوری کا حصہ 163 ایم جی ڈی سنگور اور مانجرا کا حصہ 90 ایم جی ڈی اور جڑواں آبی ذخائر عثمان ساگر، حمایت ساگر کا حصہ 27 ایم جی ڈی ہے۔ بورڈ کے تازہ ترین اندازوں کے مطابق سنگور کے ذخائر آب میں صرف 79 دن کا پانی باقی ہے۔ یلم پلی کے ذخائر میں 130 دن کا پانی موجود ہے۔ اگرچہ کہ عثمان ساگر اور حمایت ساگر میں پانی کا ذخیرہ کافی ہے۔لیکن یہ شہر کی جملہ سپلائی کا صرف 5 فیصد حصہ ہی پورا کرتے ہیں۔ ناگرجنا ساگر کا پانی 510 فٹ سے نیچے آنے کی صورت میں پانی کو لازمی طور پر اکم پلی بیلنسنگ ریزروائر تک پمپ کر کے ہی شہر کو بھیجا جاسکے گا۔ اس بحران کے درمیان واٹر بورڈ مستقبل میں اچھی بارشوں کی امید لگائے ہوئے ہیں اور ہنگامی حالات سے نمٹنے کیلئے دیگر متبادل اقدامات پر کام کررہا ہے۔

عثمانیہ ہاسپٹل و تلنگانہ ہائیکورٹ کی عمارتیں آئندہ سال مکمل کرنے کی ہدایت

تعمیر میں معیار پر کوئی سمجھوتہ نہیں، سڑکوں کی تعمیر کا مانسون کے بعد آغاز،

وزیر عمارات وشوارع وینکٹ ریڈی کا اعلیٰ سطحی اجلاس

حیدرآباد ۔ وزیر عمارات وشوارع کومٹ ریڈی وینکٹ ریڈی نے عثمانیہ ہاسپٹل اور تلنگانہ ہائی کورٹ کی نئی عمارتوں کی تعمیر کا کام ڈسمبر 2027 تک مکمل کرنے کی ہدایت دی۔ انہوں نے تلنگانہ کے میگا انفراسٹرکچر پراجکٹ کی پیشرفت کا اعلیٰ سطحی اجلاس میں جائزہ لیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت تمام زیر التواء ┘ پراجکٹس کی مقررہ مدت میں تکمیل کی خواہاں ہے۔ چیف منسٹر ریونت ریڈی نے ریاست میں معیاری سڑکوں کی تعمیر کے پراجکٹ کا سنگ بنیاد رکھا۔تلنگانہ میں پہلے مرحلہ کے تحت ہیم روڈ کی تعمیر کیلئے 6092 کیلومیٹر کی نشاندہی کی گئی جس پر 13 ہزار کروڑ کے مصارف ہونگے۔ پیکیج 2 کے تحت نلگنڈہ تا محبوب نگر 42 کیلومیٹر کا آغاز ہوچکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جولائی میں مزید 10 پیکیجس کا آغاز ہوگا۔ مانسون سیزن کے بعد سڑکوں کی تعمیر کے کام میں تیزی پیدا کی جائیگی۔ انہوں نے کہا کہ 6 جولائی کو کریم نگر میں ہیم اور سی آر ایف روڈ پراجکٹ کا سنگ بنیاد رکھا جائیگا۔ ہائی کورٹ کی نئی عمارت وججس کے رہائشی کوارٹرس کی راجندر نگر میں تعمیری پیشرفت کا جائزہ لیتے ہوئے وینکٹ ریڈی نے زائد تعمیری عملہ کی تعیناتی کے ذریعہ پراجکٹ کی تکمیل کی ہدایت دی۔ انہوں نے کہا کہ ہائی کورٹ وعثمانیہ ہاسپٹل کی نئی عمارتوں کے تعمیری کام ڈسمبر 2027 تک مکمل کئے جائیں۔ حکام نے بتایا کہ ہائی کورٹ کامپلکس کے تعمیری کام 16 فیصد مکمل ہوچکے ہیں۔ وینکٹ ریڈی نے تعمیری عملہ کی تعداد میں اضافہ کرکے تین شفٹ میں تعمیری کام مکمل کرنے کی ہدایت دی۔ انہوں نے کہا کہ آر اینڈ بی عہدیداروں کو ڈسمبر 2027 تک عمارت کو افتتاح کیلئے تیار کرنا چاہئے۔ وینکٹ ریڈی نے کہا کہ عثمانیہ ہاسپٹل کی نئی عمارت کی تعمیر کا کام تیزی سے جاری ہے اور ڈسمبر 2027 تک مکمل کرلیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ صنعت نگر میں ٹمس کی عمارت افتتاح کیلئے تیار ہے۔ الوال اور ایل بی نگر میں ٹمس کی تعمیر کے علاوہ ورنگل میں سوپر اسپیشالیٹی ہاسپٹل کے تعمیری کام میں تیزی پیدا کرنے کی ہدایت دی۔ وینکٹ ریڈی نے کہا کہ تعمیری کاموں میں معیار پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جائے گا۔ اجلاس میں رکن اسمبلی تانڈور منوہر ریڈی، انجنیئر ان چیف جیہ بھارتی، چیف انجنیئر س بی وی راؤ، راجیشور ریڈی، دھرما ریڈی، وسنت نائک اور دوسرے موجود تھے

شاہی مسجد باغ عامہ کے توسیعی منصوبہ کیلئے مشترکہ سروے کا فیصلہ

ایک ہزار مربع گز اراضی کی ضرورت، محمد اظہر الدین نے محکمہ جاتی اعلیٰ سطحی اجلاس میں جائزہ لیا

حیدرآباد۔شاہی مسجد باغ عامہ کے توسیعی منصوبہ کے سلسلہ میں قانون ساز اسمبلی اور ہارٹیکلچر ڈپارٹمنٹ سے اراضی کے تبادلے کا جائزہ لینے کیلئے وزیر اقلیتی بہبود محمد اظہر الدین نے آج اعلیٰ سطحی اجلاس طلب کیا۔ اقلیتی بہبود کے علاوہ وقف بورڈ، اسمبلی، ہارٹیکلچر اور دیگر متعلقہ اداروں کے عہدیداروں نے شرکت کی۔ اجلاس میں طئے کیا گیا کہ اراضی کے تبادلے سے قبل تینوں اداروں کی حقیقی اراضی کے تعین کے لئے مشترکہ سروے کیا جائے۔ اسمبلی ہارٹیکلچر اور شاہی مسجد کی اراضی کے تعین کے بعد مسجد کے توسیعی منصوبہ کو قطعیت دی جائے گی۔ عہدیداروں نے بتایا کہ مسجد کے تحت جو اراضی ریکارڈ میں درج ہے، اس کے مطابق اراضی دستیاب نہیں ہے۔ مسجد کا توسیعی منصوبہ تیار کرلیا گیا ہے جس کے تحت مصلیوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ مسجد کے احاطہ میں موجود دو قدیم عمارتوں کو منہدم کرتے ہوئے احاطہ میں مولانا آزاد لائبریری کی نئی عمارت کی تعمیر سے اتفاق کیا گیا۔ مصلیوں کی سہولت کیلئے پارکنگ اراضی کی نشاندہی کی جائے گی۔ شاہی مسجد کے توسیعی منصوبہ کے تحت 1539 مربع گز اراضی حاصل کرنے کی تجویز ہے۔ مشترکہ سروے کے لئے کلکٹر حیدرآباد کی جانب سے جلد احکامات جاری کئے جائیں گے۔ اجلاس میں ٹمریز کے صدرنشین محمد فہیم الدین قریشی، صدرنشین تلنگانہ وقف بورڈ سید عظمت اللہ حسینی، رکن اسمبلی ناملی ماجد حسین، سکریٹری اقلیتی بہبود بی شفیع اللہ، ڈائرکٹر اقلیتی بہبود عبدالحمید، خطیب شاہی مسجد مولانا ڈاکٹر احسن الحموی، سکریٹری قانون ساز کونسل نرسمہا چاریلو، سکریٹری قانون ساز اسمبلی، چیف اگزیکیٹیو آفیسر وقف بورڈ محمد اسد اللہ کے علاوہ ہارٹیکلچر اور آر اینڈ بی کے عہدیداروں نے شرکت کی۔ اجلاس میں طئے کیا گیا کہ اراضی کے تبادلہ کے ذریعہ جلد ہی توسیعی منصوبہ پر عمل کیا جائے۔ آرکیٹکٹ نے توسیعی منصوبہ کا پلان اجلاس میں پیش کیا۔

Editor Printer, Publisher & Owner by MOHD ATHER RAHEEM Published from FALAKNUMA NEWS Urdu Weekly 19-4-276/5/A Flat No 502.5th Floor Lakeview Residency,Baquar Nagar,BNK Colony,Miralam Tank Hyderabad 500 064. Printed at RIYAZ PRINTING PRESS #22-8-161 Behind Nayaab Hotel Chatta Bazar,Hyderabad-500002 Telangana.Head Office Contact No.04045375318,www.falaknumanews.in